رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷ — جلد ۱۵ — نمبر ۱

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم
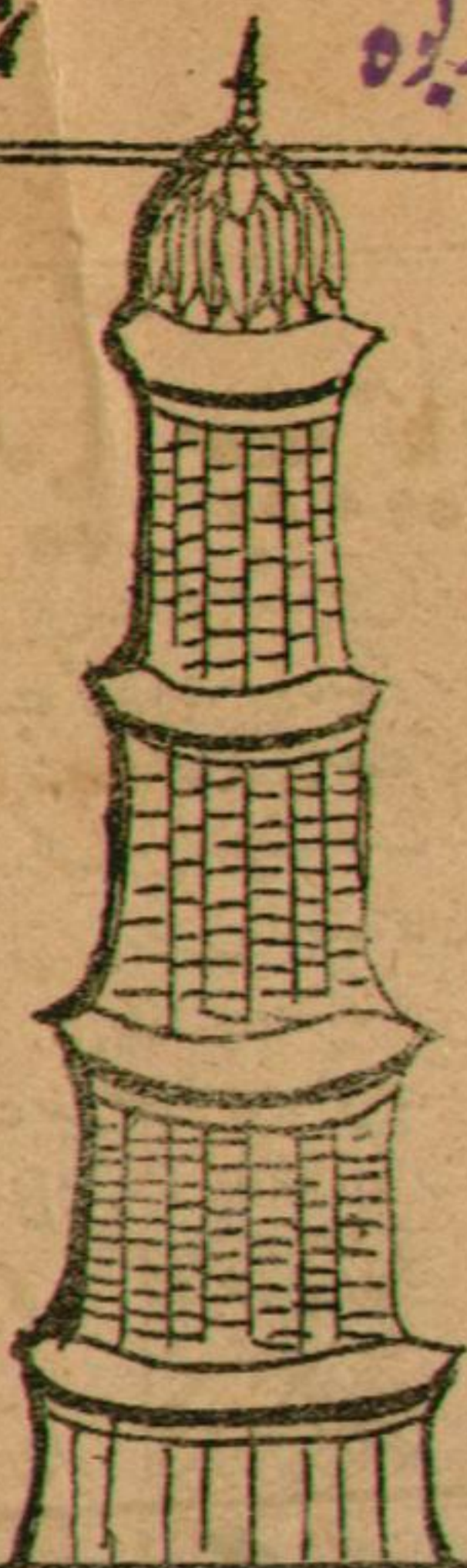
سنہ ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی عرفانی (تراب) احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ...

خواص سے ...

ہندوستان سے باہر ...

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ...

چہ گویم یا تو گرامی چہ اور قادیاں ہیں

دوا ہی شفا ہیں غرض دارالاماں ہیں

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر پبلشر چھپکر شایع ہوا

للناس یامرون بالمعروف وینہون عن المنکر"

امر معروف ونہی عن المنکر یہی دو اصول اسلام کے رہنما ہیں"

شاہ ولی اللہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ اسلام کا اعلیٰ ترین معجزہ خود ملت بیضائے اسلام ہے جو اپنے ہر اصول وفروع میں خواہش فطرت ہے اور جملہ مذاہب پر فائق ہے۔ خدا نے فرمایا ہے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" اور یہ خطاب عام ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہر رکن اسلام مبنی ہے مصلحت عقل پر چنانچہ انہوں نے صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ، وتیمم، وضو، غسل، صدقہ، عالم مثال، برزخ، عالم ارواح، حقیقت روح، عذاب قبر، وغیرہ وغیرہ کی حقیقت ومصلحت بیان کی ہے (حجۃ اللہ البالغہ) قبل اس کے صحابہ کرام نے اور خود آں حضرت روحی فداہ نے اسرار اسلام بتائے ہیں۔ امام غزالی رح محی الدین بن عربی۔ خطابی، عز الدین بن عبد السلام وغیرہم نے مبسوط کتابیں اس فن میں تصنیف کی ہیں تصوف جو حقیقی اسلامی فلسفہ اخلاق ہے وہ انہیں رموز ونکات پر مبنی ہے۔ اور ظاہر احکام کے معانی وحقیقت ومصلحت ومنفعت ولطائف وکیفیت کی تعلیم ہے۔ چنانچہ یہی بزرگوار اس کے سد الطائفہ ہیں

آزادی خیال

پہلا مسئلہ آزادی کا معلوم ہے اس میں عقاید شامل ہیں اور ترقی خیالات بھی جو کہ ثمرہ مختلف حقوق کا اعتراف وفلاحیت ومعیشت وتمدن بنی آدم کے نئی نئی انسٹیٹیوشن کا قایم کرتا ہے"

(الف) عقاید میں اسلام نے سب سے عمدہ سبق توحید کامل کا دیا جس میں اصولاً وفروعاً ذرا بھی شرک کا شائبہ مختفی نہیں ہے"

انسانی دماغ کا معراج ترقی اثبات توحید مطلق ہے۔

(ب) پھر تعلق معبود وعبد کو کس عمدہ طور پر طے کیا! نحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ بلا واسطہ غیرے ہر فرد خدائے واحد سے عرض حاجات کر سکتا ہے"

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست رب الناس را با جان ناس

پھر معبود بھی کیا جو ہر وقت حاضر وناظر خود ارشاد کرتا ہے ادعونی استجب لکم۔ اس کو ہمارے حال پر توجہ ہے۔ ہمارا ذرا سا خیال اگر ہو تو کیا کچھ عنایات نہیں مل سکتیں"

(ج) طرز عبادت (فارم آف ورشپ) ایسا نیاز مندانہ، مخلصانہ، اور طرہ یہ کہ ایسا سادہ وبے تکلف کہ نورٌ علی نور، کیا کوئی مذہب اس سے بہتر طریقہ عبادت پیش کر سکتا ہے!

(د) تحصیل علم کی تاکید، اطلبوا العلم ولو کان بالصین، مرد وعورت دونوں پر تحصیل علم فرض ہے مذہباً اسی کا نتیجہ تھا کہ بو علی سینا، ابن رشد، ابن ماجہ، العسکری، بخاری، غزالی، رازی۔ طبری، فارابی، ابن عربی، جیسے محقق اسلام نے پیدا کئے جن پر تواریخ عالم کو ناز ہے"

(ملاحظہ ہو اسپرٹ آف اسلام)

تصوف فلسفہ، تاریخ ہیئت، ریاضی، فقہ، سیاست، جو سپر دلنی گرامر، لٹریچر، شعر، مناظرہ، لاجک، کیمیا، وغیرہ علوم میں مسلمانوں نے پہلی صدی ہی میں ترقی کافی کی"

بغداد وغرناطہ۔ قرطبہ۔ شیراز۔ مرکز علوم تھے۔ (نظم حالی)

ارسطو کے مردہ فنوں کو جلایا — فلاطوں کو پھر زندہ کر کے دکھایا
ہر اک شہر وقریہ کو یوناں بنایا — مزا علم وحکمت کا سب کو چکھایا
کیا بر طرف پردہ چشم جہاں سے — جگایا زمانہ کو خواب گراں سے

(ن) پھر فری ایجوکیشن (مفت تعلیم) کا مسئلہ ایجاد اسلام ہے تعلیم پر اجرت لینا مذہباً اسلام میں حرام ہے۔ چنانچہ اس زمانہ تک ہمارے علماء ذوی القدر حامیان شرع شائقین علوم کو مفت تعلیم دیتے ہیں۔ اور مستطیع علماء (مثل مولانا عبد الحی وبحر العلوم وغیرہ) خود کفالت طلبہ کی کرتے تھے۔ فرنگی محل دیوبند۔ جامع علوم کانپور ودیگر اسلامی مدارس میں اب بھی مفت تعلیم مذہب وعلوم عربیہ کی جاری ہے"

(س) حقوق مساوات واخوت بنی آدم جو ترقی کا پہلا زینہ ہے بزرگان اسلام نے اس اصول پر کاربند ہونے کی عملی مثالیں دیں غلام ومالک کا درجہ اسلام نے برابر کر دیا، ذمی ومسلم کے حقوق برابر، حرمت خون دونوں کے یکساں رکھے۔ (ملاحظہ ہو تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام۔ ابطال غلامی مصنفہ سر سید مرحوم) حضرت ابو بکر رضہ ودیگر بزرگان نے سب سے پہلے حضرت بلال رضہ وغیرہ کو غلامی سے آزاد کرایا اپنا روپیہ خرچ کر کے اور بسا اوقات اپنی جانوں پر تکلیف اٹھا کر حضرت عمر فاروق رضہ کے سفر بیت المقدس سے کون ناواقف ہے یہ اسلامی اخلاق و سچی روش زندگی کا نمونہ اور اسلامی تعلیم کا پہلا نتیجہ تھا کہ غلام کو برابر اپنے حق دے خود پیدل چلتے تھے اس کی باری پر اسکو سوار کرتے تھے اور اسی شان سے سامنے بیت المقدس کے خلیفہ اسلام تشریف لیگئے۔ اور عملاً دکھلا دیا کہ اسلام نے ایسے کیرکٹر پیدا کر دئے ہیں یہی دلفریب ادائیں تھیں۔ ایسی او بے تکلفانہ۔ مخلصانہ طرز عمل ہے کہ جنہوں نے عالم کو مسخر کر لیا"

(ص) ٹالریشن، ذمی ومسلم کے حقوق برابر رکھے، غیر مسلم اقوام سے صلحنامے اور معاہدے ہوتے تھے۔ جن کی کامل حمایت کیجاتی تھی۔ (اسپرٹ آف اسلام، الفاروق) سلطان صلاح الدین نے جب بیت المقدس فتح کیا تو جو سلوک بے تعصبی ورحمدلی کا اس نے اپنے ان دشمنوں کیساتھ کئے (جنہوں نے اسکی جان لینے میں قبل وبعد واقعہ مذکور احسان فراموشی کر کے کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا) اس کو یوروپین مورخین نے بھی تعریف کیساتھ تسلیم کیا ہے، چنانچہ مچاد فرانسیسی مورخ کروسیڈ نے صلاح الدین کی فتح یروشلم اور کروسیڈروں کے فتح یروشلم کا موازنہ کیا ہے۔

(حروب صلیبیہ حیات صلاح الدین ملاحظہ ہو) اسلام پر اکثر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ مذہب بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے اس کا جواب (اسپرٹ آف اسلام، ریلیجن آف سورڈ مصنفہ عبد اللہ کوئیلم میں ملاحظہ ہو) خود قرآن مجید میں ارشاد ہے لا اکراہ فی الدین۔ قبول اسلام میں جبر نہیں ہے، اور اس وقت جو ترقی اسلام امریکہ وانگلینڈ وغیرہ میں کر رہا ہے وہ محض اپنی حقانیت کیوجہ سے ہے"

(ط) جہاد صرف ڈیفنس کی لڑائیوں کا نام ہے" (ملاحظہ ہو اسپرٹ آف اسلام)

(ل) میراث میں جس ہمدردی واخوت سے اسلام نے حقوق دیئے وہ کسی اور مذہب نے نہیں دیئے۔ اور اگرچہ کسی خاص شخص یا ممبر خاندان کے فایدے کے خلاف ہوں مگر اخوت وہمدردی پر مبنی ہیں"

(م) عورتوں کو تعلیم کی تاکید کی حقوق میراث میں دیئے سلوک و برتاوات خانگی میں رحم وکرم کی ہدایت کی حال میں ڈاکٹر ناظر الدین حسن ایل ایل ڈی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں اس امر کو بخوبی دکھلایا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو کیا حقوق دیئے ہیں۔ آنریبل مسٹر امیر علی نے بھی اس پوائنٹ پر بحث کافی کی ہے۔

(ک) چیریٹیبل انسٹیٹیوشن (مدات خیرات ونفع عامہ) کو امداد ہر مسلمان پر مذہباً فرض ہیں۔ اوقاف ودیگر رقوم بیت المال"

آزادی قول

(فریڈم آف اسپیچ) سچائی واخلاقی جرأت دو ایسے اصول ہیں جو کہ فریڈم آف اسپیچ کے جوہر اصلی ہیں۔ خلیفہ وقت جسکے کہ ایک اشارہ پر موت وزیست رعایا کی موقوف تھی۔ بہایت آزادی سے اپنی ذاتی رائے دیگر لوگوں کے اعتراضات کو تحمل کیساتھ سنتا تھا۔ اور ہر شخص کو اختیار تھا کہ بہایت دلیری سے خود خلیفہ کے افعال وانتظامات کو کریٹی سائز کر سکتا تھا۔

قرآن پاک میں خود آں حضرت صلے اللہ علیہ کو ہدایت ہے کہ شاورہم فی الامر اور یہی وجہ تھی کہ جمہوریت واجماع امت کی ابتدا اسلام سے ہوئی۔ چنانچہ عہد خلافت ہی میں ان اصول پر عملدرآمد ہونے لگا۔ ایکدفعہ ایک حاملہ عورت کو سنگسار کرنیکا حکم خلیفہ ثانی رضہ نے دیا معاذ بن جبل نے کہا کہ اس عورت کے پیٹ میں بچہ ہے جو اس حکم سے متاثر ہوگا۔ حالانکہ آپ کو اس سے کوئی علاقہ نہیں ہے، حضرت عمر رضہ نے حکم منسوخ کر دیا۔ اور کہا کہ واللہ اگر معاذ نہ ہوتا۔ تو عمر ہلاک ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ خطبہ میں ایک ضعیفہ نے کسی مسئلہ پر ٹوک دیا۔ آپ نے فوراً تسلیم کر لیا"

سر ولیم میور صاحب حضرت عمر رضہ کی طبیعت کی نسبت لکھتے ہیں کہ سادگی اور فرض کا ادا کرنا ان کے دو راہنما اصول تھے۔ اپنے بڑے عہدہ کے فرائض انجام دینے میں بیغرضی وغیر طرفداری وکمال مضبوطی نیت کے سبب سے وہ ممتاز تھے۔ اور ذمہ داری اور جوابدہی کا انکی طبیعت پر اسقدر بوجھ تھا۔ وہ بعض اوقات کہہ اٹھتے تھے کہ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ اور کاش میں ایک تنکا گھاس کا ہوتا۔

ایکدفعہ غنیمت میں یمنی چادریں آئیں اور سب میں تقسیم ہوئیں حضرت عمر فاروق رضہ اس چادر کا پیراہن بنوا کر اور پہن کر خطبہ پڑھنے کو ممبر پر کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا اسمعوا واطیعوا۔ یہ صدا پوری نہ ہوئی تھی۔ کہ سامعین میں سے ایک شخص بول اٹھا کہ نہ سنیں گے اور نہ مانیں گے۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ آخر کیوں اس نے کہا۔ کہ ایک چادر آپ کے حصہ میں آئی تھی۔ اس سے آپ کے بدن کا پیراہن کسطرح بن گیا۔ عبد اللہ بن عمر رضہ نے کہا کہ جتنا کم تھا میں نے اپنی چادر سے دیدیا تھا۔ تب وہ شخص یہ کہکر بیٹھ گیا کہ ہاں اب سنیں گے"

اجتہاد وتنقید مسایل میں جن اصول درایت وروایت پر عمل کیا گیا ہے۔ اور رجال کی تحقیق کیگئی ہے۔ احادیث کی چھان بین بخاری ومسلم وغیرہ نے کی ہے وہ ماہران فن پر ظاہر ہے، محض روایت یا شخصی وقار پر اکتفا نہیں کیگئی، ثقہ ہونا۔ اور اصول فن کے شرائط کو پورا کرنا لازمی قرار دیا گیا"

اسی وجہ سے ابن رشد کا قول ہے کہ جس سلطنت جمہوری کا خواب افلاطون اعظم نے دیکھا تھا وہ خلفائے راشدین کے عہد حکومت میں پورا ہوا"

آزادی افعال

کیرکٹر دو طرح کا ہے (۱) پبلک (۲) پرائیوٹ، پبلک کیرکٹر میں عدالت وبیرحمدلانہ انصاف کا برتاو کرنا لازمی ہے۔ خالد بن ولید

کے ایسے قابل جنرل کو خلیفہ ثانی رضہ نے محض منظر عدالت دو سلیں موقوف کردیا۔ الفاروق ملاحظہ ہو۔ کہ کیا کیا انتظامات جو ڈیشل ملٹری آپ نے مرتب کئے۔ رات کو گشت کے واسطے نکلتے تھے۔ بذات خاص ہر معاملہ میں حصّہ لیتے تھے۔

آں حضرت روحی فداہ نے خود قریب زمانہ وصال لوگوں سے عفو تقصیرات چاہی۔ اور ایثار و خیرات و چند ہمات اسلامی میں صحابہ کرام کی مثالیں قابل فخر ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے کل مال اپنا خدمت قومی میں صرف کیا۔

پرائیویٹ کیریکٹر میں جس سادگی آزادی و انکسار سے اسلامی بزرگوں نے زندگی بسر کی وہ عالم پر روشن ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ جنگل سے لکڑیاں لاتے تھے۔ اور بیچکر مصارف ذاتی میں صرف کرتے تھے! بہت اصرار کے بعد بیت المال سے اپنا خرچ مقرر کیا۔ اور نگ زیب عالمگیر شاہ ٹوپیاں بیچکر گزر کرتا تھا۔

(باقی آئندہ)

محمد انور علی فاروقی، بی اے (رکین)

مسلمان توجہ کریں

کچھ عرصہ گذرتا ہے میں نے الحکم میں جنرل بوتھ بانی مکتی فوج کی اس تجویز پر مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی۔ جو انہوں نے جرائم پیشہ اقوام کی علیحدہ بستیاں بنانیکے رنگ میں کی ہے اور انکی اصلاح کا نام دیکر انہیں عیسائی بنانا چاہا ہے

افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے اس پر بہت ہی کم توجہ کی ہے جبکہ جنرل بوتھ (جو مکتی فوج کے لیڈر ہیں) سے لاہور میں ملنے کا اتفاق ہوا انہوں نے بتایا کہ وہ لاہور کے قریب ڈپٹین پورہ اور ممالک متحدہ میں ہوپ ٹاؤن پور آباد کر رہے ہیں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں وہ اپنا کام جسطرح چاہیں کریں۔ مگر مسلمانوں کے لئے یہ امر قابل شرم ہے کہ ایک ادنیٰ سی تحریک پر بہت سے لوگ عیسائی ہو جائیں گے میں نے اس وقت یہ بھی ظاہر کیا تھا۔ کہ اگر مسلمان ایسی بستیاں بسانا چاہیں گے تو گورنمنٹ ان کو آبادی کے لئے زمین اور دوسری رعائتیں دینے کے لئے تیار ہوگی۔ اب یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی ہے کہ ممالک متحدہ کی قانونی کونسل میں آنریبل راجکمار دیبان پال سنگھ کے سوال کے جواب میں گورنمنٹ نے اس معاملہ کو صاف کردیا ہے کہ اگر ہندوستان کی دوسری سوسائیٹیاں اور فرقے بھی غیر مہذب اقوام کی اصلاح کرنا اور ان کے ذریعہ صنعت و حرفت کو ترقی دینا چاہیں۔ تو گورنمنٹ ان کو بھی مدد دیگی۔ اسکے بعد بھی اگر مسلمان خاموش رہیں تو ان پر سخت افسوس ہوگا۔ میری دانست میں صدر انجمن احمدیہ کو مناسب ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے ہاتھ میں لے اور مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت جو کبھی وارد۔ بلو۔ وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں۔ ایک قطعہ زمین لیکر آباد کرے۔ اور انہیں اسلام کی تعلیم سے آگاہ کرے۔ اگر اس موقعہ کو مسلمانوں نے ہاتھ سے دیدیا تو یاد رکھیں کہ آریہ لوگ عیسائیوں کے بعد دوسری قوم ہوں گے جو ہاتھ ماریں گے۔ اس تجویز کو سرسری نظر سے مت دیکھو اور مت خیال کرو کہ اس میں یہ اور وہ مشکل ہے۔ توکلاً علی اللہ کام شروع کرنا چاہیئے۔ اور موقعہ کو ہاتھ سے دینا سخت خطرناک ہوگا۔

اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ ٹھیریں گے۔ میری دانست میں اگر کوئی خاص انجمن اس کام کو نہیں کر سکتی تو مسلمانوں کی کئی انجمنیں کو باہم ملکر اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ مجھے مکتی فوج کے لیڈر جنرل بوتھ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وہ اس سکیم کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اور سیالکوٹ کے ضلع میں جو کام انہوں نے جاری کیا ہے اس میں انہیں کامیابی ہو رہی ہے۔ کامیابی سے مراد انکی اصطلاح میں عیسائی بنانا ہی ہوا کرتا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں مسلمانوں کو بہت جلد بیدار ہو جانا چاہیئے۔ میں نے یہ تحریک بھی کی تھی۔ کہ بہت سی خانہ بدوش اقوام مسلمان ہیں لیکن وہ اسلام کے اصولوں سے محض ناواقف ہیں پس ہی کیا اچھا اس سوال کی بھی ضرورت ہے کہ انہیں تعلیم الاسلام کیلئے خاص واعظ مقرر کرنے چاہئیں۔ جو دن رات ان میں رہیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے یہ بالکل سچی بات ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو گری ہوئی قوموں کو اٹھانے کی بہت بڑی قابلیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اس کی نظیریں موجود ہیں۔ افریقہ کے وحشی تک اسلام کے جھنڈے کے نیچے آکر بہت بڑی ترقی کرچکے ہیں۔ اور وہ تمام عیوب الکحل جھوٹ گئے ہیں۔ جن میں وہ مبتلا تھے۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان قوموں میں تبلیغ مفید نہ ہو۔ مفید ہوگی انشاء اللہ ضرور ہوگی۔ ہاں ضرورت ہے ایسے لوگوں کی جو درد مند دل لیکر اٹھیں۔ اور انہیں حق پہونچائیں!!

(ایڈیٹر)

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اس قدر کثرت سے بکری نا ممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ پیشتر روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ یہ پیسے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ... صاحب بہادر لفٹنٹ سرجن انچارج میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر پٹھوں کے گودے یا فاسفورس کو جو کہ خون صالح بجز ... ہے اعصاب کی سستی کو بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر بلوا ... کبھی بارش تو کبھی چپ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود اشتہار نہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہو دینے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک قوت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ بیگمات امراض جو کثرت خواحتلام اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اگرچہ تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو نشاط اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح حیات کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے لڑکے العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی "روغن حافظ مستی" موجود ہے جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعضاء کو زندہ کر دیتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری۔ بے رونقی وغیرہ دور ہو کر متزلزل طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے۔ اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن واضح ہے۔ شیشی کلاں چار روپے چار آنہ (للعہ)۔ شیشی خورد دو روپے دو آنہ (عہ) +

پتہ ... حکیم محمد شریف ... ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں + —

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے دو سفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس مرض کے لئے یہ معجون طیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات کی طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر فایدہ ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پائیں قیمت ۶ ماشہ عا سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر

سنون دندان - دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانتوں کو آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت بکس فی بکس ...

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور تلی کی دواء

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں۔ اور سب قسم کے علاج کر کے تنگ گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمایش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی (۱۴)   محصولڈاک دو شیشی ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی (۸ر)   محصولڈاک دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴ر) محصولڈاک ایک سے ۲ تک ۵ر چار ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و اڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الحکم کا غیر معمولی پرچہ جو ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء کو شایع ہوا :-

احمدی قوم کو بشارت اور مخالفین پر اتمام حجت

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین کی زندگی اور مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانا دجال) کی موت :-

الحق کی عظیم الشان فتح اور الباطل کی خطرناک شکست :-

نشان کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا - ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

اللہ تعالیٰ کی حمد اور ستائش ہو جس نے دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے مامورین اور مرسلین کے سلسلے کو قایم کیا اور بے انتہا صلوٰۃ اور سلام اور برکات ہوں اس وجود پاک پر جو کمالات نبوت کا جامع اور خاتم اور تمام انبیاء و مرسلین کا امام اور سرتاج ہے اور جسکا پیارا اور پاک نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر صلوٰۃ اور سلام ہوں آپکے بروز اور مظہر اتم حضرت مسیح موعود پر جسنے اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کے پاک نام کی تذلیل اور ہنسی ہو رہی تھی راستبازوں کے امام علیہ السلام پر ناپاک حملے ہو رہے تھے۔ خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں اور آیات بینات خدا کی قہری تجلیوں کے ذریعہ اس گم گشتہ صداقت کو پھر دنیا میں قایم کر دیا جسکی زندگی اور ظاہری موت جسکے درو دیوار زن و فرزند سب کے سب آیات اللہ تھے آپکے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو قدرت ثانیہ کے نشانوں عظیم کا مظہر اول ٹھیرایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بعض من مخالفین اور شیاطین آپکی مخالفت میں قسم قسم کے منصوبے اور شرارتیں کرتے رہے اور شیطانی آوازوں نے بعض بعض اوقات آپکی (نعوذ باللہ) تباہی اور ناکامی کی پیشگوئیاں کیں اور وہ نہیں خائب و خاسر اور نامراد اور تباہ کار ہو گئے ان کشتگان اعجاز مسیح کی فہرست طویل ہے اور یہاں مجھ اسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت مجھ اس تازہ نشان کا ذکر کرنا ہے جو کل ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو پوری آب و تاب سے ظاہر ہوا اور وہ **مرتد ڈاکٹر کانا دجال کی روحانی ذلت اور موت ہے** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی نورانی شعاعوں کی آب و تاب کو دیکھکر عام قاعدہ کے موافق **مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند** بہت سی شیطانی آوازیں مخالفت میں اٹھیں لیکن جسکے ساتھ خدا ہو کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کے عد کیموافق یونانیوں اپنی روحانیت کے انوار سے تاریک لوگوں کو منور کر دیا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم جب حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں خاسر رہا۔ تو بیت کے انذار و الہام سے محروم رہا تو اس نے سلسلہ کے منتشر ہونیکی پیشگوئی کی اور اس میں **کانا دجال جھوٹا ثابت ہوا۔** پھر اس نے حضرت ام المؤمنین علیہا السلام کی پیشگوئی مشتہر کی اور **بار دیگر اس میں کانا دجال کاذب ثابت ہوا۔** چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس قسم کی ذلتوں کے بعد خاموش ہو جاتا مگر نہیں پھر اس نے اعلان الحق میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت کی پیشگوئی نہایت مکروہ الفاظ میں کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے خائب و خاسر کیا۔ اس پر بھی بس نہ کر کے اس نے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو اطلاع دی اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے اور اسے بہت جلد انشاء اللہ العزیز میں شایع کرنے والا ہوں اگرچہ مرتد ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ وہ پرائیویٹ ہے اور وہ اسکی اشاعت کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر میں اسکی اس ہدایت کی پابندی نہیں کر سکتا اسلئے کہ وہ **ایک خطرناک دستاویز ہے جسمیں ریاست پٹیالہ کے پولیٹیکل انقلابات کا ذکر ہے** اور اسی وجہ سے وہ ڈرتا ہے اگر اس کی حقیقت **ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ پر کھلجاوے** لیکن یہ تلخ تجربہ انشاء اللہ اسکو کرنا پڑیگا اور کسی نہ کسی رنگ میں یہ واقعات دربار پٹیالہ کے سامنے آنیوالے ہیں۔ اس وقت حقیقت کھلجاویگی بہرحال اس خط کے ذریعہ اس مرتد ڈاکٹر نے

میری ذات اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے متعلق یہ دو پیشگوئیاں شایع کی تھیں (۱) یعقوب کی موت قریب ہے (۲) **مولوی نورالدین صاحب ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک فوت ہو جائینگے** - میری موت کے متعلق اگرچہ تاریخ نہیں دیگئی - مگر جیسا کہ اسنے ظاہر کیا اور پیام پہونچایا - اس میں اسکی انتہائی میعاد ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء ہی بتائی ہے بلکہ ترتیب الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت سے بھی پہلے واقعہ ہوگی کیونکہ اسکیلئے تو ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء مقرر کی - **(اور یہ قریب ہی)** کے الفاظ میں ادا کی - اللہ تعالی کا کمال شکر اور اسی کا فضل ہے کہ میں زندہ ہوں - اور مرتد ڈاکٹر کی حقیقت کا راز اس اشتہار کے ذریعہ کھولنے کی **خدا کے فضل سے توفیق پاتا ہوں** میری زندگی کیا اور موت کیا تاہم اللہ تعالی نے **مرتد ڈاکٹر کو اسکے ذریعہ کاذب ثابت کردیا** - اس پر بس نہیں ہوا - بلکہ اللہ تعالے نے اس موقعہ پر ایک عظیم الشان نشان حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زندگی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تنگی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے - حضرت خلیفۃ المسیح سالگذشتہ کی آخری ششماہی سے بیمار چلے آتی ہیں اور ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑے پر سے گرنے کے ذریعہ عظیم الشان نشان پورا ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہوی - اسی نشان کے ضمن میں اب یہ **دوسرا روشن نشان ظاہر ہوا** یہ نشان ایسا نشان ہے - جو دنیا کی زندگی اور احیام کا موجب ہے - اور اوس کے ذریعہ الباطل کی موت ہے - خدا کے فضل و کرم سے ۱۱ - جنوری ۱۹۱۱ء کو گذر گئی اور حضرت **خلیفۃ المسیح** (آپ کی عمر دراز ہو) **زندہ ہیں** - یہ نشان معمولی نشان نہیں ہے - بلکہ ایک **نورانی نشان** ہے جسنے عبدالحکیم مرتد کی تمام پیشگوئیوں کا خاتمہ کردیا - اور کامل طور پر اس باطل کو کچل دیا اور دنیا پر اسکے بعد خدا کے فضل سے ظاہر ہوگیا کہ **مرتد ڈاکٹر پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے** - اور اللہ تعالے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے زمین کی پشت پر آسمان کے نیچے یہ حجت نورانی قایم ہوگئی ہے اللہ تعالے اُس کے فضل و کرم پر ہم خدا تعالے کے حضور سجدات شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے **حق کا بول بالا کیا اور جھوٹے کا منہ کالا کیا** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی حضور کو اس مبارک تقریب پر میں صدقدل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں - کہ "سلامت بر تو اے مرد سلامت" کا بھی مظاہرہ ہوا اور وہ باطل جو حضرت مسیح موعود کیوقت سے سر نکالتا تھا - تیرے ہاتھ پر کچلا گیا - وللہ الحمد - بالآخر قوم کو بشارت ہے کہ وہ اس موقعہ پر سجدات شکر بجالائے - اس پر دوہرا فضل ہوا - اللہ تعالے نے ان کے امام کو اس وقت زندہ رکھا - اور مرتد کو ذلیل کیا اور اس سلسلہ کی سچائی اور عظمت ثابت ہوئی اس پر بھی مفصل لکھنے کیلئے میں دوسرے وقت کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں یہ نشان ایسا ہے کہ اسے کثرت سے شایع کیا جاوے - آخر میں **ریاست پٹیالہ کے مدبروں اور عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور التماس ہے** کہ وہ عبدالحکیم کا پیشگوئیوں کا رجسٹر ضبط کرکے اس سے پٹیالہ کے انقلابات کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ نہ بتائے تو انشاءاللہ العزیز ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو اسکی دستخطی تحریر کی بنا پر سرانجام دیگا" بہر حال اللہ تعالی کے فضل سے کانے دجال کا کذب کھل گیا - اور ثابت ہوگیا کہ مسیح الدجال وہی ہے - اے نادان سن! اور غور سے سن تیرا کذب کھلگیا - اور ظاہر ہوگیا ہے کہ تو شیطان کے پنجہ میں اسیر ہے - صادقوں کے ساتھ ٹکر مارنا اچھا نہیں تو اب بھی ان الفاظ کو یاد کر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بقول تیرے تجھے خواب کہے - کہ سیر کا پتھر من کے پتھر کو توڑنا چاہتا ہے خدا نے تیری تائید اور نصرت نہیں کی - اور صادق کے مقابلہ میں تجھے ذلیل کیا آ - ! - توبہ کر - اور خدا کے فضل سے حصہ لے - کب تک تو خدا سے مقابلہ کریگا اور اپنے ضمیر کا خون کرتا رہیگا - سلامتی کے شاہزادہ کے پاس آ تجھے سلامتی ملے - نور کے پاس آ تو ظلمت سے نکلے تو آپ بھی ان الفاظ پر غور کر - خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شاہزادہ کہلاتے ہیں اپر کوئی غالب نہیں آسکتا - یاد رکھ اب آسمان نے تیرا کذب ظاہر کردیا تو توبہ کر اور خدا سے ڈر اور اس پر غور کر خدا غفور الرحیم ہے تو اگر سچے دل سے توبہ کرے تو وہ تیری ساری خطائیں معاف کردیگا - اور حضرت خلیفۃ المسیح تو اس کی رحمت کا نشان ہیں وہ تو دشمنوں کیساتھ بھی پیار کرتا ہے تو اوس کے آستانہ پر آ - وہ تجھے گلے لگانے کو تیار ہے اسی طرح جیسا تو نے خواب میں دیکھا! عبدالحکیم اس وقت کو پہچان اور موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے - آ - ! اور صدق و انابت سے آ - باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ - گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ - این درگہ ما درگہ نومیدی نیست - صد بار اگر توبہ شکستی باز آ - وما علینا الا البلاغ

خاکسار (عبدالحکیم کا کاتب وحی) حضرت خلیفۃ المسیح کا ادنی خادم یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء بعد دوپہر (انوار احمدیہ پریس قادیان)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحکم کا غیر معمولی پرچہ جو ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء کو شایع ہوا :-

احمدی قوم کو بشارت اور مخالفین پر اتمام حجت

حضرت خلیفۃ المسیح مولانا مولوی نور الدین کی زندگی اور مرتد ڈاکٹر عبد الحکیم (کانا دجال) کی موت :-

الحق کی عظیم الشان فتح اور الباطل کی خطرناک شکست :-

نشان کو دیکھکر انکار کب تک پیش جائیگا - ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آئیوالی ہے

اللہ تعالیٰ کی حمد اور ستائش ہے جس نے دنیا کی رہنمائی اور ہدایت کیلئے ماموریں اور مرسلین کے سلسلے کو قایم کیا اور بے انتہا صلوٰۃ اور سلام اور برکات ہوں اس وجود پاک پر جو کمالات نبوت کا جامع اور خاتم اور تمام انبیاء و مرسلین کا امام اور سرتاج ہے اور جسکا پیارا اور پاک نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے پھر صلوٰۃ اور سلام ہوں آپکے بروز اور مظہر اتم حضرت مسیح موعود پر جسنے اس زمانہ میں جبکہ خدا تعالےٰ کے پاک نام کی تذلیل اور ہنسی ہو رہی تھی اور استہزاء کئے جا رہے تھے امام علیہ السلام پر ناپاک حملے ہو رہے تھے - خدا تعالیٰ کے زندہ نشانوں اور آیات بینات خدا کی قہری تجلیوں کے ذریعہ اس گم گشتہ صداقت کو پھر دنیا میں قایم کر دیا جسکی زندگی اور ظاہری موت جسکے در و دیوار زن و فرزند سب کے سب آیات اللہ تھے آپکے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو قدرت ثانیہ کے نشانوں عظیم کا مظہر اول ٹھیرایا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بعض دشمن مخالفین اور شیاطین آپکی مخالفت میں قسم قسم کے منصوبے اور شرارتیں کرتے رہے اور شیطانی آوازوں نے بعض بعض اوقات آپکی (نعوذ باللہ) تباہی اور ناکامی کی پیشگوئیاں کیں اور وہ نیست و نابود خائب و خاسر اور نامراد اور تباہ کار ہوگئے ان کشتگان اعجاز مسیح کی فہرست طویل ہے اور یہاں مجھے اسکے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس وقت مجھے اس تازہ نشان کا ذکر کرنا ہے جو کل ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو پوری آب و تاب سے ظاہر ہوا اور وہ **مرتد ڈاکٹر کانا دجال کی روحانی ذلت اور موت ہے** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی نورانی شعاعوں کی آب و تاب کو دیکھکر عام قاعدہ کے موافق **مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند** بہت سی شیطانی آوازیں مخالفت میں اٹھیں لیکن جسکے ساتھ خدا ہو کوئی اس کا کیا بگاڑ سکتا ہے واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون کے وعدہ کیموافق یوماً فیوماً اپنی روحانیت کے انوار سے تاریک دلوں کو منور کر دیا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم جب حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں خاسر رہا - قبولیت کے انوار و انعام سے محروم رہا تو اسنے سلسلہ کے منتشر ہونیکی پیشگوئی کی اور اس میں **کانا دجال جھوٹا ثابت ہوا** - پھر اسنے حضرت ام المؤمنین علیہا السلام کی پیشگوئی مشتہر کی اور **بار دیگر اس میں کانا دجال کاذب ثابت ہوا** - چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اس قسم کی ذلتوں کے بعد خاموش ہو جاتا مگر نہیں پھر اسنے اعلان الحق میں حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت کی پیشگوئی نہایت مکروہ الفاظ میں کی اور اللہ تعالےٰ نے اُسے خائب و خاسر کیا اس پر بھی بس نہ کرکے اُسنے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی کو اطلاع دی اصل خط ہمارے پاس محفوظ ہے اور اسے بہت جلد انشاء اللہ العزیز ہم شایع کرنے والے ہیں اگرچہ مرتد ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ وہ پرائیویٹ ہے اور وہ اسکی اشاعت کی اجازت نہیں دیتا - مگر میں اسکی اس ہدایت کی پابندی نہیں کر سکتا اسلئے کہ وہ **ایک خطرناک دستاویز ہے جسمیں ریاست پٹیالہ کے پولیٹکل انقلابات کا ذکر ہے** اور اسی وجہ سے وہ ڈرتا ہے کہ اس کی حقیقت **ہز ہائینس مہاراجہ صاحب پٹیالہ پر نہ** کھلے و لیکن [illegible] انشاء اللہ اسے کر نا [illegible] لگا اور کسی شکل [illegible] رنگ میں [illegible] واقعات [illegible] کے ذریعہ [illegible]

میری ذات اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے متعلق یہ دو پیشگوئیاں شایع کی تھیں (۱) **یعقوب کی موت قریب ہے** (۲) **مولوی نورالدین صاحب ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء تک فوت ہو جائینگے**۔ میری موت کے متعلق اگرچہ تاریخ نہیں دیگئی۔ مگر جیسا کہ اسنے ظاہر کیا اور پیام پہونچایا۔ اس میں اسکی انتہائی میعاد ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء ہی بتائی ہے بلکہ ترتیب الہام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی موت سے بھی پہلے واقعہ ہوگی کیونکہ اسکیلئے تو ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء مقرر کی۔ (**اور یہ قریب ہی** کے الفاظ میں ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کا کمال شکر اور اسی کا فضل ہے کہ میں زندہ ہوں۔ اور مرتد ڈاکٹر کی حقیقت کا راز اس اشتہار کے ذریعہ کھولنے کی **خدا کے فضل سے توفیق پاتا ہوں**۔ میری زندگی کیا اور موت کیا تاہم اللہ تعالیٰ نے **مرتد ڈاکٹر کو اسکے ذریعہ کاذب ثابت کردیا**۔ اس پر بس نہیں ہوا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے اس موقعہ پر ایک عظیم الشان نشان حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زندگی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تندرستی کے ذریعہ ظاہر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سال گذشتہ کی آخری ششماہی سے بیمار چلے آتی ہیں اور ۱۸ نومبر ۱۹۱۰ء کو گھوڑے پر سے گرنے کے ذریعہ عظیم الشان نشان پورا ہوا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہوی۔ اسی نشان کے ضمن میں اب یہ **دوسرا روشن نشان ظاہر ہوا** یہ نشان ایسا نشان ہے۔ جو دنیا کی زندگی اور احیاء کا موجب ہے۔ اور اوس کے ذریعہ الباطل کی موت ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے ۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء گذر گئی اور حضرت **خلیفۃ المسیح** (آپ کی عمر دراز ہو) **زندہ ہیں**۔ یہ نشان معمولی نشان نہیں ہے۔ بلکہ **ایک نورانی نشان** ہے جسنے عبدالحکیم مرتد کی تمام پیشگوئیوں کا خاتمہ کردیا۔ اور کامل طور پر اس باطل کو کچل دیا اور دنیا پر اسکے بعد خدا کے فضل سے ظاہر ہوگیا کہ **مرتد ڈاکٹر پر شیاطین کا نزول ہوتا ہے**۔ اور اللہ تعالےٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے زمین کی پشت پر آسمان کے نیچے یہ حجت نورانی قایم ہوگئی ہے اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم پر ہم خدا تعالےٰ کے حضور سجدات شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے **حق کا بول بالا کیا اور جھوٹے کا منہ کالا کیا** حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی حضور کو اس مبارک تقریب پر میں صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ کہ "سلامت برتو اے مرد سلامت" کا بھی مظہر ٹھیرا اور وہ باطل جو حضرت مسیح موعود کیوقت سے سر لگا تا تھا تیرے ہاتھ پر کچلا گیا۔ وللہ الحمد۔ بالآخر قوم کو بشارت ہے کہ وہ اس موقعہ پر سجدات شکر بجالائے۔ اس پر دوہرا فضل ہوا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے امام کو اس وقت زندہ رکھا۔ اور مرتد کو ذلیل کیا اور اسکے سلسلہ کی سچائی اور عظمت ثابت ہوئی اس پر بھی مفصل لکھنے کیلئے میں دوسرے وقت کی خدا سے توفیق چاہتا ہوں یہ نشان ایسا ہے کہ اسے کثرت سے شایع کیا جاوے۔ **آخر میں ریاست پٹیالہ کے مدبروں اور عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور التماس ہے** کہ وہ عبدالحکیم کا پیشگوئیو کا رجسٹر ضبط کرکے اس سے پٹیالہ کے انقلابات کے متعلق دریافت کرے اور اگر وہ نہ بتائے تو انشاء اللہ العزیز ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو اسکی دستخطی تحریر کی بنا پر سرانجام دیگا" بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کانے دجال کا کذب کھل گیا۔ اور ثابت ہوگیا کہ مسیح الدجال وہی ہے۔ اے نادان سن! اور غور سے سن تیرا کذب کھلگیا۔ اور ظاہر ہوگیا ہے کہ تو شیطان کے پنجہ میں اسیر ہے۔ صادقوں کے ساتھ ٹکر مارنا اچھا نہیں تو اب بھی ان الفاظ کو یاد کر جو حضرت خلیفۃ المسیح نے بقول تیرے تجھے خواب میں کہے ۔ کہ سیر کا پتھر من کے پتھر کو توڑنا چاہتا ہے خدا نے تیری تائید اور نصرت نہیں کی۔ اور صادق کے مقابلہ میں تجھے ذلیل کیا آ۔ ا۔ توبہ کر۔ اور خدا کے فضل سے حصہ لے۔ کب تک تو خدا سے مقابلہ کریگا اور اپنے ضمیر کا خون کرتا رہیگا۔ سلامتی کے شاہزادہ کے پاس آ تجھے سلامتی ملے۔ نور کے پاس آ تو ظلمت سے نکلے تو آپ بھی ان الفاظ پر غور کر۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شاہزادہ کہلانے میں اپر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ یاد رکھ اب آسمان نے تیرا کذب ظاہر کردیا تو توبہ کر اور خدا سے ڈر اور اس پر غور کر خدا غفور الرحیم ہے تو اگر سچے دل سے توبہ کرے تو وہ تیری ساری خطائیں معاف کردیگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح تو اس کی رحمت کا نشان ہیں وہ تو دشمنوں کیساتھ بھی پیار کرتا ہے تو اس کے آستانہ پر آ۔ وہ تجھے گلے لگانے کو تیار ہے اسی طرح جیسا تو نے خواب میں دیکھا۔ عبدالحکیم اس وقت کو پہچان اور موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ آ۔ اور صدق اور انابت سے آ۔ باز آ ہر انچہ ہستی باز آ۔ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ۔ این درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار گر توبہ شکستی باز آ دعا علینا الا البلاغ

قُرآن کریم کی تلاوت اِنسان کی سَعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا۔ جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے۔ اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں۔ اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیّت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیّت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لیے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں۔ اُن کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا۔ تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں نور ھدایت اور شفاء ہے

ھدیہ فی پارہ .... ایک روپیہ (عہ)

نوٹ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں کے اکٹھے خریدار سے۔ سات روپیہ (عـہ) علاوہ محصول ڈاک

دفتر الحکم قادیان۔ ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی پہلی تقریر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ
ورسولہ ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ھو والملٰئکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط
لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم۔

حمد باری تعالیٰ

اللہ جل شانہٗ کا بہت بڑا احسان اور بہت بڑا کرم اور فضل ہوا ہے کہ مجھکو آپ لوگوں سے ملاقات کا زندگی میں پھر موقعہ ملا ہے میں کوئی لمبی تقریر خصوصاً کھڑے ہو کر آواز بلند سے پہنچا نہیں سکتی قدر اس وقت معذور رکھتا ہوں اس واسطے ایک ضروری بات تمہیں پہنچانی چاہتا ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح میں نے اپنے اوپر بہت بوجھ رکھکر سمجھتا ہوں یہ بات کہنی چاہی ہے ۔ اللہ جل شانہٗ تمکو توفیق دے کہ تم اس میری بات کو دل سے مانو ۔ اور دل سے مان کر زبان سے اقرار کرو ۔ پھر اسی کے مطابق تمہارا عملدرآمد ہو ۔ تمام وہ قومیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہیں وہ سب کی سب اس بات کو مانتی ہیں کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کے واسطے کیا کیا کوششیں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیں اور یہی

لا الٰہ الا اللہ

جو فقرہ ہے اس کے پہنچانے کیلئے ہماری سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس تک اپنے ملک میں بڑی بڑی تکالیف شدیدہ کو برداشت فرمایا ۔ آخر اس لا الٰہ الا اللہ کی مخالفت کے باعث آپکو وطن بھی چھوڑنا پڑا ۔ جب ان شریروں نے تکلیف کو حد سے بڑھا دیا ۔ تو اس رحمت للعالمین نے ہر طرح سے مقابلہ کیا ۔ اور انہی کی کوشش سے اس کلمہ کی اشاعت ہوئی چنانچہ ہم سب جو موجود ہیں ۔ لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں ۔ سب انبیاء جو خدا کی طرف سے آئے ہیں اسی کلمہ کے لئے انہوں نے وہ وہ تکالیف اٹھائی ہیں جنکے بیان کرنیکے واسطے بہت ہی وقت چاہیئے۔

اس کلمہ کے تین عظیم الشان فائدے ہیں

جب انسان مسلم ہوتا ہے تو مسلمان کہلاتا ہے ۔ وہ معاملات جو ہم مسلمانوں سے کر سکتے ہیں ۔ اس شخص سے کرتے ہیں ۔ جسکی زبان سے لا الٰہ الا اللہ سنتے ہیں ۔ اسلام ایک عجیب نعمت ہے ۔ اسلام کے معنے اصل میں صلح کے ہیں اور آشتی کے اور نیک ہونے کے ۔ سلم اور سلم دونوں لفظ صلح کو چاہتے ہیں منجملہ ان باتوں کے جنسے اسلام نے صلح کو قائم کیا ہے ایک یہ ہے
لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم ۔ تمام وہ قومیں جو اللہ کے سوا کسی کو پکارتی ہیں ان کے کسی معبود کو بزرگ کو گو وہ اللہ کے سوا ہی ہو اور اسکی وہ پرستش کرتے ہوں ان کو بالکل گالی مت دو فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم ۔ کیونکہ وہ نادان بھی اللہ کو گالی دیں گے ۔ ناسمجھی سے یہ لاتسبوا کی دلیل بتائی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بڑی صلح اور بہت بڑی آشتی کو چاہتا ہے اسکے معنے فرمانبرداری کے بھی ہیں ۔ اور ہر ایک کی فرمانبرداری نہیں بلکہ اللہ کی فرمانبرداری اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری و اولوا الامر کی فرمانبرداری اسکا نام اسلام رکھا ہے ۔ اسلام کے معنے فرمانبرداری ۔ مگر اس اسلام کے معنے خاص فرمانبرداری اسلام کے لفظ سے ایک سُلّم لفظ بھی نکلا ہے سُلّم ۔ اس سیڑھی کو کہتے ہیں جس سے انسان بلندی کیطرف چڑھتا ہے ایسے ہی ہماری ترقیات کے لئے اور بلند مراتب پر پہنچانیکے واسطے خدا نے اسلام کو بھیجا ہے ۔ اس کے نمونے دیکھ لو ۔

راز خلافت

جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ اوران سے والد مکہ کے دھنیا اور عمایدے سے نہ تھے ۔ مگر اسلام ہی تو تھا کہ اس فرمانبرداری نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جانشین بنا دیا ۔ جناب عمر ایک فرحج سے واپس آتے ہوئے ایک درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے ۔ کئی آدمی ساتھ تھے رعب کے سبب کسی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ وجہ دریافت کرے ۔ مگر حذیفہ کو جناب سے بہت بے تکلفی تھی ۔ اس نے پوچھا تو فرمایا ۔ خطاب کا بیٹا یہاں اونٹ چرایا کرتا تھا ایک دفعہ اس کے باپ نے اسے یہاں جھڑکی دی تھی ۔ آج اسلام نے اسے اس بلندی پر پہنچا دیا ۔ کہ لاکھوں آدمی ایک اشارہ پر خون بہانے کو طیار ہیں ۔

اسی لفظ سے سلامتی نکلتی ہے ۔ جس سے حفاظت کے معنے پیدا ہوتے ہیں عجیب قسم کی حفاظت مومن کو عطا ہوتی ہے ۔ میں نے پینتالیس برس سے بہت زیادہ طب کی ہے میں نے کبھی اسلام میں فرمانبردار ہوکر آتشک میں ۔ سوزاک میں مبتلا نہیں پایا ۔ بہت سے حکام کے ساتھ تعلقات رکھے ہیں ۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ اسلام کے سبب کسی کو سزا ملی ہو ۔ کوئی تکلیف کسی کو اسلام کے باعث نہیں ہوئی ۔ بلکہ اگر خدا تعالیٰ کو مومن کیخاطر جہاں غرق کر دینا پڑے تو اسے پرواہ نہیں ۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پروا کی ہے یہ بات ہدایت سچ ہے ۔

ہلاکت سے بچنے کی راہ

ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ یہ وہ کتاب ہے ۔ جس میں کوئی ہلاکت نہیں ریب ہلاکت کو بھی کہتے ہیں ۔ جیسے قرآن شریف میں فرمایا نتربص بہ ریب المنون ۔
لا ریب فیہ کے یہ معنے ہوئے کہ قرآن کی تعلیم میں کوئی ہلاکت نہیں ہوتی ۔ ابھی کل کی بات ہے یا رات کی ۔ ایک نکتہ معرفت میرے کان میں پہنچا ۔ میری بیوی نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ کو تکلیف کیوں پہنچی ۔ میں نے کہا اللہ کے مخفی در مخفی راز ہیں ۔ کہا

بیماری کا ایک راز

ایک وجہ میری خیال میں بھی آئی ہے ۔ کہو تو سناؤں ۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگی ۔ تمہاری عادت تھی جمعہ کے بعد دعاؤں میں لگے رہتے ۔ تم وہ دعا کا وقت چھوڑ کر ایک امیر کو ملنے چلے گئے ۔ مجھے یہ نکتہ بہت پیارا لگا ۔ غرض اسلام سلامتی چاہتا ہے اسلام کے پہنچنے والے کا نام السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر ہے ۔ السلام نام ہے اللہ تعالیٰ کا ۔ اسلام کا نتیجہ بہشت ہے ۔ بہشت کا نام بھی دارالسلام ہے لھم دار السلام عند ربھم ۔ اور فرمایا الذی احلنا دار المقامۃ من فضلہ لا یمسنا فیھا نصب ولا یمسنا فیھا لغوب گویا اسلام سکھوں کا موجب ہے ۔ اسلام میں کبھی کوئی ہلاکت نہیں ہوئی ۔ میں نے اس لفظ کو الٹ پلٹ کے بڑا دیکھا ہے اس کے سارے لفظوں میں خوبیاں پائی جاتی ہیں ۔ سلم کو الٹا دیں ملس بن جاتا ہے ۔ ملس نرم چیز کو کہتے ہیں ۔ مسلمان اشدّاء علی الکفار اور رحماء بینھم یعنے آپس میں رحیم کریم ہوتے ہیں ۔ اسی لفظ کو اور الٹا دیں تو لسم بن جاتا ہے ۔ جس کے معنے یہ ہیں ۔ کہ انسان حیا کے سبب بعض وقت خاموشی اختیار کرے ۔

مسل بھی اس کا الٹ بنتا ہے ۔ اس کے معنے ہیں پانی دوسری جگہ پہنچا دینا ۔ مسلمان کا یہی کام ہے کہ دوسرے کو نفع پہنچائے ۔ لمس بھی اس کا مشتق ہے ۔ اسکے معنے ہر وقت طلب میں لگے رہنا ہیں مسلمان کا یہی کام ہے کہ ہر وقت رضاء الٰہی کی طلب میں لگا رہے مگر جسطرح اسلام دنیا میں صلح ۔ آشتی ۔ نیک نمونہ قائم کرنا چاہتا ہے اسی قدر اگر کوئی موذی اسلام کے لئے پیدا ہو تو اس موذی کا عمدگی سے مقابلہ کرتا ہے ۔ قرآن شریف فرماتا ہے وجادلھم بالتی ھی احسن مقابلہ کرو پر ایسی ترکیب سے کرو کہ جس میں خوبیاں ہی بھری ہوئی ہوں ۔ پس ہمارے مناظرے غیر قوموں سے اگر ہوں تو اسی طرح

مناظرہ کسطرح سے ہو

سے وہ مناظرے ہونے چاہئیں جس میں خوبیاں ہوں ۔ دشمن کی غلطی پر اسے آگاہ کیا جاوے ۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیجاویں ۔ اور ایک جگہ فرمایا ادفع بالتی ھی احسن ۔ مدافعت بھی کرو ۔ تو اس طریق سے کہ وہ بہت ہی عمدہ ہو ۔ ادفع السیئۃ بالحسنۃ ہر بدی کو کسی خوبی سے ہٹا دو ۔ جب مخالفوں کیساتھ بھی ہمیں مدافعت میں خوبیاں مدنظر رکھنی چاہئیں تو دو مسلمانوں کے درمیان بغض ۔ عداوت اور باہم جنگ کیونکر ہو سکتی ہے ۔ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ ۔ مسلمان تو اس وقت مسلمان ہوتا ہے کہ جو صلح کار لوگ ہیں اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں میں جانتا ہوں کہ چند آدمیوں کے درمیان محبت کا قیام ۔ اخوت کا استحکام محض فضل الٰہی سے ہو سکتا ہے ۔ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔ لو انفقت ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ۔
ساری زمین کی دولت بھر کر اگر دیدو تو بھی یہ الفت پیدا نہیں ہو سکتی (جو اب اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں پیدا کر دی ہے) اور فرمایا واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً ۔ خدا کے فضل سے تم بھائی بھائی ہو گئے ۔

دعائیں کرو

میرے احباب عزیز دوستوں پر واجب ہے کہ جناب الٰہی سے باہم الفت محبت اور اخوت کیلئے دعا کیا کریں ۔ مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے کہ یہ جماعت نہ بنے ۔ مگر اب تم اسقدر لوگ موجود ہو کہ جناب الٰہی کے فضل کا نمونہ ہے ۔

دوسرا مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کا یہ ہے کہ جب یہ کلمہ دل میں رچ جاتا ہے ۔ اس وقت انسان کو مومن کہتے ہیں ۔ مومن کا لفظ خود بھی امن سے مشتق ہے یہی اسلام کا اعلیٰ مقام ہے ۔ مومن امن میں رہ سکتا ہے کہ دشمن کا مقابلہ بھی کرے ۔ عکل عرینہ کے چند موذی مدینہ میں آئے بعض صحابہ کرام کو قتل بھی کیا ۔ لکھا ہے ۔ مثل علیھم ان کی آنکھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پھوڑ دیں تھیں تا ایذا سے باز آجاویں ۔
مومن امن دینے والا اور خود امن میں رہنے والا ہوتا ہے جب یہ کلمہ دل

میں رہتا ہے۔ تو مومن ایمان کے یمن اور برکات سے متمتع ہو جاتا ہے۔ یہ ایمان کا باغ جب دل میں لگ جاتا ہے۔ کوئی دکھ اور کوئی ناخوشی اور کوئی خوف و حزن باقی نہیں رہتا۔ میں ایکدفعہ مصیبت کے کسی پنجہ میں گرفتار تھا صبح کی نماز پڑہانے لگا۔ اس وقت میرے دل میں جب یہ لفظ آیا الحمد للہ۔ تو میرے دل نے یہ گواہی دی کہ اس دکھ میں الحمد للہ کا کیا موقعہ ہے۔ اگر کہوں تو منافقانہ الحمد ہے۔ نہ کہوں تو الحمد للہ کے سوا نماز کیسے ہوتی ہے۔ معًا خدا نے بجلی کیطرح سمجھایا۔ کہ جب انسان انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ تو ہر مصیبت کے وقت ہزاروں خوشیاں دیتا ہے۔ تب میں نے انا للہ کہکر بڑے آرام سے الحمد للہ کہا یہ اس ایمان کا نتیجہ تھا۔ ایمان سے وہ سارا خوف اور حزن راحت کیساتھ مبدل ہو جاتا ہے اور وہ مضمون کہ مومن جو ہوتے ہیں لاخوف علیہم ولاہم یحزنون ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھ لیا یہ ایمان میں کمزوری ہوتی ہے۔ جو مومن ناامید ہوتا ہے یا یاس میں آجاتا ہے

تیسرا امر یہ ہے لاالٰہ الا اللّٰہ کا فایدہ وہ ہے جو احادیث صحیحہ میں میں نے پڑہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا۔ کوئی مجھے کلمہ سکھایا جاوے جو میری ترقیات کا موجب ہو۔ الہام ہوا۔ لاالٰہ الا اللہ کہو کہا الٰہی یہ تو جب سے میں نبی ہوا ہوں اسی کلمہ کی اشاعت میں ہوں۔ جناب الٰہی سے الہام ہوا۔ افضل الذکر لاالٰہ الا اللہ۔ اس سے نئی کوئی بات نہیں۔ یہ بات کہنے کو معمولی ہے۔ مگر سارا قرآن شریف ٹٹول کر دیکھ لو۔ قرآن شریف کے بعد تمام اولیاء کرام اور ان کے ملفوظات اور ان کی تصنیفات کو ٹٹولو۔ ساری بڑائیاں سارے قرب سارے فضل ساری انکی کرامتیں اسی لاالٰہ الا اللہ کے وظیفے پر موقوف ہیں۔ اس کا نام وہ نفی اثبات کہتے ہیں۔ اور رنگ برنگ الفاظ میں اس کا ذکر کرتے ہیں جیسے محبوب کے چہرے کو تغزلات میں بیان کیا جاتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایمان کے بعد احسان کا مرتبہ ہے اعبد اللّٰہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ اللہ کی عبادت کرو گویا تم اسے دیکھتے ہو۔ اگر تم نہیں دیکھتے۔ تو وہ تو تمہیں دیکھتا ہے۔ یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا۔ جو لاالٰہ الا اللہ میں تدبر سے حاصل ہوتا ہے۔ کچھ زمانہ مجھ کو گذرا ہے۔ مجھکو اللہ جلشانہ نے لاالٰہ الا اللہ کے معنے بتلائے کہ انسان غور کرے اس کی ہستی کیا ہے ھل اتیٰ علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئًا مذکورا۔ انسان پر وہ زمانہ بھی گذرا ہے کہ وہ کچھ چیز نہ تھا۔ اس عدم میں اس کی خواہش کیا؟ مطالبہ کیا؟ جناب الٰہی کے فضل نے عدم سے موجود کیا من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرًا۔ خدا جانے کیوں درمیان اس وعظ کے یہ نکتہ خیال میں آیا میں وعظ کو چھوڑ کر اس کے بیان کرنے میں معذور ہوں حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس تین آدمی آئے۔ ایک کو جگہ مل گئی بیٹھ گیا۔ دوسرے نے دیکھا کہ جگہ نہیں تو وہ جہاں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز نہ پہنچتی وہیں بیٹھ گیا۔ تیسرے نے کہا آواز نہیں آتی یہاں کیا بیٹھنا چلا گیا۔ نبی کریم کو الہام ہوا تین آدمی یہاں آئے ایک کو جگہ وہ بیٹھ گیا۔ فاواہ اللہ اللہ نے اسے قرب میں جگہ دی۔ دوسری کو حیا آئی آگے نہ بڑہا۔ جا نیسے مضایقہ کیا۔ اللہ بھی اس کی پکڑ سے حیا کریگا تیسرے نے منہ پھیرا۔ خدا بھی اس سے منہ پھیر لیگا۔ شاید کوئی قلب ایسا ہو جسکی وجہ سے یہ تحریک ہوئی۔

حضرت حق سبحانہ نے انسان کو معدوم کو موجود فرمایا اور فرمایا نبتلیہ فجعلنٰہ سمیعًا بصیرًا۔ اس پر انعام فرماتے ہوئے مادر انعام گرسنہ کرتے اس قدر بڑہایا۔ کہ سمیع بصیر بنا دیا۔ ایک عام طور پر سمیع و بصیر ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی آواز سنتے ہیں۔ جناب الٰہی کے حقایق دیکھتے ہیں۔ جس طرح انسان عدم میں بے طاقت تھا اور فضل الٰہی سے باہر آیا اسی طرح ہر وقت اس کو ایک جدید ترقی عطا ہوتی ہے۔ جناب الٰہی کا فضل نہ ہو۔ تو ترقی عطا نہ ہو کل کا کھایا کل کا پیا کل کا مکان کل کا لباس آج ہمارے کام میں نہیں آیا۔ کل کی خوشی کل کی خوشحالی کل کے جو تعلقات کسی کے ساتھ تھے وہ آج کام نہیں۔ ہر وقت اللہ کی نعمتوں کا محتاج ہے اس لئے اس کا نام

الصمد

ہے۔ میں آواز دیتا ہوں ایک حرف کے بعد دوسرا نکلتا ہے اگر ذرا اعانت الٰہی نہ پہونچے تو وہ آواز کہاں سے آسکتی ہے غرض ہر آن میں انسان جناب الٰہی کے فضلوں کا محتاج ہے جتنے کمالات کسی کو نصیب ہوئے ہیں۔ انبیاء ہوں اولیاء ہوں سب کا سب کارخانہ اس کے فضلوں کا ہر آن محتاج ہے اس کے فضل کے بڑے بڑے عجائبات ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ ہر آن میں تم میرے محتاج ہو۔ اسکا فضل ہی ہوتا ہے تو کام بنتا ہے اس لئے انسان عبد بنتا ہے اور جناب الٰہی معبود بنتے ہیں

عبودیت

عبودیت کیواسطے تین چیزوں کی بڑی ضرورت ہے تب جاکر عبد عبد بنتا ہے۔ جناب الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی محبت ہو اور جناب الٰہی کی اعلیٰ درجہ کی تعظیم ہو۔ اور انسان اعلیٰ درجہ کے عجز و انکسار و تذلل کے مقام پر ہو۔ محبت پیدا ہونیکے اسباب ہیں تعظیم الٰہی کے پیدا ہونیکے اسباب بھی ہیں تذلل و انکسار کے اسباب بھی ہیں۔ لاالٰہ الا اللہ میں غور کرنے سے انسان کا پتہ چلتا ہے ہم دیکھتے ہیں محبت جو پیدا ہوتی ہے۔ حسن و احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ جسقدر حسن (حسن کے معنے خوبی کے ہیں) کسی میں ہو تا ہو اور جسقدر ہمارے ساتھ کسی کا احسان ہو۔ اسی قدر اس سے محبت بڑہ جاتی ہے۔ جناب الٰہی کے حسن و احسان پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ ہمیں صاف نظر آتا ہے کہ ساری دنیا کے احسان خدا تعالیٰ کے احسان کے جزو ہیں۔ جو دنیا احسان کرتی ہے وہ خدا کے فضل و داد کا نتیجہ ہیں۔ ہم غلہ کھاتے ہیں۔ ایک دانہ سے کئی دانے پیدا کرنا اور وہ زمین وہ ہوا۔ وہ روشنی وہ ظلمت جسکے ساتھ نشو و نما وابستہ ہے کس کا کام ہے۔ پھر جانور جو بیل جوتتے ہیں کسی ملک میں بیل ہیں ٹٹو ہیں۔ اونٹ ہیں ہاتھی ہیں کہیں گھوڑے ہیں انکا کتنا بڑا کارخانہ ہے روشنیوں اور ظلمتوں اور جانوروں کا پیدا کرنا جن سے نشو و نما ہوتا ہے۔ پھر اس میں لکڑی کی حاجت لوہا کی ضرورت کتنا بڑا کارخانہ ہے۔ یہ تمام کارخانہ جناب الٰہی کا عطا کردہ ہے عمدہ سے عمدہ غذا ہے۔ گلا بند ہے پیٹ میں درد ہے قولنج ہے تو وہ غذا کس کام کی اور اللہ کا فضل شامل حال نہیں غرض اللہ کے فضل کے سوا کچھ بھی نہیں۔ حسن جتنے ہیں وہ بھی خدا کے ہی فضل پر موقوف ہیں۔ اگر خط و خال کا حسن ہے تو آنکھ کے سوا یہ نعمت بیکار ہے۔ آواز کا حسن ہے تو کان کے سوا کچھ نہیں خوشبو کا حسن ہے تو ناک کے سوا کچھ نہیں۔ اگر اعضاء کی خوبی کا ہے تو ٹٹولنے کے سوا کچھ نہیں غرض سارے حسن و احسان خدا کے حسن و احسان پر موقوف ہیں۔ اگر محبت کا مدار حسن و احسان پر ہے اور واقعہ میں ہے۔ تو اللہ کے برابر ہمارا کوئی محسن اور حسن والا نہیں تعظیم کا مدار علم کامل قدرت کاملہ پر ہے۔ جناب الٰہی کی قدرتوں حکمتوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں ساری علوم خدا ہی کے فیضان سے پہونچتے ہیں۔ پس اعلیٰ تعظیم کا موجب علم و قدرت ہے اور اعلیٰ محبت کا موجب حسن اور احسان ہے۔ اب اگر ہم دیکھتے ہیں۔ تذلل کیحالت سانس رک جائے۔ جان مقاجاتی ہے۔ اب اس سے زیادہ تذلل کیا ہے۔ جب انسان لاالٰہ الا اللہ پر غور کرتا ہے۔ اور اسے اپنا انکسار و تذلل معلوم ہوتا ہے اور جناب الٰہی کے علم و قدرت کا تماشا دیکھتا ہے اور حسن و احسان کا نظارہ اس کے سامنے سے گذرتا ہے تو وہ لاالٰہ الا اللہ پکار اٹھتا ہے۔ اس واسطے تمام غفلت کے پردے جو انسان کو قرب الٰہی میں واقع ہوتے ہیں ان سب کا علاج لاالٰہ الا اللہ ہے۔ اس کے بعد میں آیت کیطرف توجہ کرتا ہوں۔ شھد اللّٰہ انہ لاالٰہ الا ھو۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے لاالٰہ الا ھو۔ اس لاالٰہ الا اللہ کی گواہی اللہ نے دی ہے۔ گواہی ہمیشہ چند آدمیوں کے سامنے دیجاتی ہے۔ جناب الٰہی کی گواہی کیا تو ہے کہ تمام رسول تمام انبیاء اور تمام اولیاء سب گواہی دیتے ہیں کہ اللہ نے ہم کو کہا ہے لاالٰہ الا اللہ حضرت موسیٰ کی گواہی حضرت نبی کریم کی گواہی کہ قرآن شریف بھرا پڑا ہے کہ اللہ نے ان کو فرمایا لاالٰہ الا اللہ ہر فرد کے سامنے گواہی ضروری نہیں ہوتی۔ میری دانست میں اللہ کی ہستی اور نبیوں کی صداقت پر یہ بڑی بھاری دلیل ہے کہ تمام انبیاء تمام اولیاء تمام مجددین۔ سب کے سب متفق ہیں اس بات پر کہ لاالٰہ الا اللہ معبود حقیقی خدا ہی ہے اور اپنے حسن و احسان۔ علم و قدرت میں کامل ہے۔ اور انسان بڑے انکسار و تذلل کے نیچے ہے۔ دس بیس تیس چالیس پچاس جس بات کے گواہ ہوں وہ بات بہی قابل اعتماد ہوتی ہے۔ پھر کیا حال ہے اس گواہی کا جسکے تمام صداقت کے عاشق۔ صداقت کے محب اس بات پر متفق ہیں۔ اس صداقت کیلئے کوئی بڑا تعلق کوئی بڑا ہی فضل حضرت محمد رسول اللہ پر اللہ کا ہے۔ دور ایسی [illegible] آئے۔ ان کی تعلیم کا نام و نشان ہی نظر نہیں۔ پتہ ہی نہیں لگتا۔ پھر ان کی کتابوں کی زبانیں بھی ایسی پرانی ہیں کہ ان کے سمجھنے کے سب سامان مفقود ہو گئے۔ مجھے کبھی کبھی تعجب آتا ہے۔ آریہ مذہب پر۔ کہ دو ارب برس سے وید ہیں۔ ویدوں کی لغت کا نام لیتے ہیں تو دو چار ہزار برس سے بتلاتے ہیں۔ بھلا دو ارب کی بات دو چار ہزار برس والے کو کیا معلوم۔ یہ ایک فضل ہے ہم لوگوں پر۔

سلامتی سے اسلام نکلا ہے۔ اس واسطے رسول اللہ کی تعلیم کو اللہ نے محفوظ رکھ دیا۔ یہ بھی ایک اسکی گواہی ہے۔ کسطرح اس نے حفاظت فرمائی قرآن کے زیر و زبر تک محفوظ ہیں۔ پھر قرآن کے پہنچانیوالوں اور اسکے معانی کے محافظین مجددوں کا سلسلہ موجود ہے۔ ہم بھی بڑے خوش قسمت ہیں کہیں تیرہ سو برس پہلے ہوتے تو اپنی آنکھ سے کہاں دیکھتے کہ خدا نے اسلام کی حفاظت فرمائی۔ ہمارے زمانہ میں ایک مجدد آیا۔ اس کو ہمنے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ ہمنے اس راستباز سے بارہا سنا کہ جب تک انا الموجود کی آواز نہیں آتی۔ ایمان کامل نہیں ہوتا۔ اس روح رواں پر بہت سی برکتیں بھیجے۔ کیسی ایک جماعت اللہ نے باوجود عزیم مخالفت کے عطا فرمائی۔ جسطرح جناب الٰہی کی یہ گواہی ہے اسی طرح پاک دلوں کے ساتھ جب ملائکہ کا تعلق ہوتا ہے وہ بھی

لاالہ الااللہ کی گواہی دیتے ہیں۔ اس سے آگے بڑے بڑے علماء بڑے بڑے موجد جن کا بہترا اتلافہ نمونہ ہم نے دیکھا معرفت کی یہی کہتے اور شہادت دیتے ہیں۔ کہ اللہ کے برابر کوئی معبود کوئی محبوب کوئی منعم اور کوئی محسن اور کوئی فضل و احسان کا وجود نہیں کوئی علم اور قدرت میں اس کے برابر نہیں۔ یہ چند کلمات بہت ہی زور لگا کر سنائے ہیں خدا تعالےٰ چاہے ہمارے دلوں کو لاالہ الااللہ سے بھرپور کر دیوے۔ یہ تعلیم اللہ کی نعمتوں بڑی بڑی رحمتوں۔ غریب نوازیوں کا موجب ہو جاوے!

ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی نئی تحریک

اسلام تو صلح اور آشتی ہی کا دین ہے۔ اور یہی اس مذہب کے کامل اور مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ کہ وہ نوع انسان کے ہر طبقہ کے اخلاقی۔ روحانی۔ اور تمدنی قوتوں کا نشوونما کرتا ہے۔ اور تمام مراحل زندگی میں یکساں مفید اور موثر قانون عطا کرتا ہے۔ اس لئے اسلام کا عامل اور سچا پیرو نسل انسان کے کسی فرد کیساتھ دشمنی یا عداوت نہیں رکھ سکتا۔ اور اس کو دکھ پہنچانے کی سعی ان کے مذہب کا کفر ہے کیونکہ اسلام کے درخت کے دو ہی ثمردار تنے ہیں۔ تعظیم لامر اللہ۔ اور شفقت علی خلق اللہ۔ پھر مسلمان دوسروں کی ایذا دہی کر ہی نہیں سکتے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جلالی اور جمالی صفات کے جامع تھے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ آپکی جمالی صفت کا مظہر ہے۔ اور جمالی صفت کا تقاضا ہے کہ وہ دوسروں کی جور و جفا کو بھی برداشت کرے۔ اور حلم اور برداشت۔ صبر۔ و استقلال کر ہاتھ سے نہ دے اپنی اخلاقی قوتوں اور عملی تاثیروں سے اشاعت اسلام کرے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سلسلہ کا بانی

شہزادہ امن تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں پیغام امن تمام قوموں کو دیا۔ مگر افسوس ہے کہ اس سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا۔ اس وقت میں اس تفصیل میں ناظرین کو لے جانا نہیں چاہتا بلکہ میری غرض جناب محرک اتحاد پر کچھ عرض کرنا ہے۔ جو سر ولیم ویڈربرن بالقابہ نے انگلستان سے آکر ہندو مسلمان مدبروں کے سامنے رکھی ہے۔ سر ولیم ویڈربرن بالقابہ نے یکم جنوری ۱۹۱۱ء کو اس اتحاد کیلئے الہ آباد میں ایک خاص جلسہ کیا۔ اور اس لحاظ سے یہ کہنا بیجا نہیں۔ کہ نیا سال نہایت مبارک تحریک سے شروع ہوا ہے۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ

ایسی کوششیں مبارک اور بارور ہوں

لیکن سوال یہ ہے کہ جس طریق پر اس سکیم اتحاد کو پیش کیا گیا ہے کیا یہ کامیابی ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب معمولی الفاظ میں یہ ہے کہ

یہ تحریک صلح کامیاب نہیں ہو سکتی!

اور اس کے ناکام رہنے کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسباب نفاق پر کامل غور نہیں کیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مادہ پرست قومیں محض مادی ترقی ہی کو ایک دوسرے کیلئے موجب بغض و عداوت قرار دے سکتی ہیں۔ ان کی نظر جہاں کہ زمین سے اوپر نہیں جاتی۔ اور وہ انسان کو صرف ارضی اور سفلی جذبات ہی کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ اس لئے اس کے اصلی جوہر کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوتے۔

اس میں شک نہیں کہ سر ولیم ویڈربرن صاحب نے ہندو مسلمانوں کے چوٹی کے آدمیوں کو اس مجلس اتحاد میں جمع کیا اور اس معاملہ میں ان سے مشورہ کیا۔ مگر انہوں نے اسباب پر توجہ نہیں کی۔ کہ ہندو مسلمانوں کے باہمی فساد یا دشمنی کا باعث

مذہبی نکتہ چینی کا مذموم طریق ہے

اور جب تک اسکا انسداد نہیں ہوتا یہ صلح نہیں ہو سکے گی۔ اور اگر ہو تو نقش بر آب ہوگی۔ منافقانہ طریق پر ہوگی۔ نہ اخلاص اور وفاداری کے اصولوں پر جو امور موجب نفاق قرار دیئے گئے ہیں۔ کچھ شک نہیں وہ بھی بعد میں آکر داخل ہو گئے ہیں لیکن پہلا اور اصلی باعث

مذہبی دل آزاری ہے

جس کی بنیاد ستیارتھ پرکاش سے شروع ہوتی ہے میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کا سچے دل سے حامی ہوں۔ اور الحکم کے گزشتہ فائل اس امر کی بین شہادت ہیں۔ اور ہمارے سلسلہ کے بانی اور امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیام صلح۔ اور اسکی دوسری مساعی جمیلہ اس باب میں بے نظیر شہادتیں ہیں۔ مگر میں اس امر کے کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ سر ولیم ویڈربرن۔ اور ان کے صلاحکار ہندو حضرات اور مسلمان بزرگ ایک غلط راہ پر چل رہے ہیں۔ اس لئے کہ مذہب ہی ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو انسان کے تمام جذبات پر حکومت کرتا ہے۔ اس امر کی مثالیں ہندو مسلمان دونوں اقوام کی تاریخوں میں موجود ہیں۔ کہ محض مذہب کیلئے انسان نے تمام علاقوں۔ اور رشتہ داریوں اور محبت اور الفت کے تمام جذبات کو قربان کر دیا ہے۔ اور جان عزیز جیسی چیز کو

مذہب کی قربانگاہ پر چڑھا دیا ہے

جب یہ حالت ہے تو اس صلح کے لئے سب سے اول اسی امر کو اختیار کرنا چاہیئے تھا جو

زبردست موثر ہے

میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ مدبرین جو مجلس صلح میں شامل ہوئے دنیوی وجاہت کے لحاظ سے مادی ترقی اور تعلیم کی وجہ سے ہندو مسلمانوں میں ممتاز ہیں۔ اور واجب الاحترام بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اس امر کے ماننے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ مذہبی حیثیت سے ان لوگوں کا اثر اپنے قوم پر نہیں ہے اور کوئی قوم نہیں اپنا مذہبی لیڈر اور پیشوا قرار نہیں دیتی۔ اسلئے جہاں مذہب کا سوال آئیگا۔ ہندو مسلمان مانتے ہٹ جاتے ہونگے۔ مثال کے طور پر فرض کرو کہ یہ ممبران صلح تجویز کریں کہ ستیارتھ پرکاش کے وہ حصے جو دوسرے مذاہب کی دل آزاری کا موجب ہوئے ہیں۔ نکال دیئے جاویں تو کیا آریہ سماج تسلیم کریگا؟ یا اگر یہ کہا جاوے کہ مسلمان گائے کا گوشت کھانا چھوڑ دیں۔ تو وہ لوگ جو اس کو حلال سمجھتے ہیں ترک کر دیں گے؟ ان لوگوں کے کہنے سے

ہرگز نہیں

ہاں اگر مذہبی لیڈر اور پیشوا شامل ہوتے اور وہ اپنی مذہبی حیثیت اور وجاہت سے اپنی قوم کو کوئی حکم دیتے تو اس پر فوراً عملدرآمد ہو جاتا۔ اس لئے اس صلح کی تحریک میں

یہ زبردست اور خطرناک غلطی ہے۔

جو اس کو کامیاب نہیں ہونے دیگی۔ صلح کی تحریک اس وقت تک بارور نہ ہوگی۔ جب تک مذہبی لیڈروں کے سپرد یہ کام نہ کیا جاوے۔ اور یہ وہی تحریک ہو سکتی ہے۔ جسکا ذکر

پیغام صلح میں کیا گیا ہے!

سر ولیم ویڈربرن اور ان کے دوست اور ہندوستان کے دونوں قوموں کے بہی خواہ اور محب اس سوال پر غور کریں۔ اور اس سے پیشتر کہ انہیں ناکامی ہو وہ صلح کے مضمون کے تمام پہلوؤں پر غور کریں۔ اور پھر اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش خدا ہی کے فضل سے بامراد ہوگی۔

ورنہ سخت ناکامی کا اندیشہ ہے

ہم احمدی دل سے صلح چاہتے ہیں۔ اور صلح اور امن عامہ کے مؤید۔ اور محرک اور پیغام رساں خدا کے فضل سے ہم ہی ہیں۔ اس لئے کہ صلح اور آشتی۔ اسلام کا خاصہ ہے۔ اور اس باب میں ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور آپ کے مقدس جانشین ہمارے موجودہ امام (مدظلہ العالی) نے اپنی تحریروں تقریروں کے ذریعہ اس تحریک کو عام طور پر پھیلایا ہے۔ اور وہی طریق مفید اور بابرکت ہے یعنی آریہ لوگ اپنی تحریروں اور تقریروں میں انبیاء علیہم السلام اور تمام راستبازوں اور صادقوں کے سردار اور سرتاج حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ترک کر دیں۔ اور اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو پھر جنگل کے درندوں اور سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ اور نہیں ہو سکتی تو اس شخص سے جو اس دل آزار طریق کو نہیں چھوڑتا۔ اور یہ ہم ہی پر موقوف نہیں کوئی غیرت مند مسلمان اس کو گوارا نہیں کر سکتا۔ اور نہیں کریگا۔ اس لئے صلح کی تحریک مذہبی لیڈروں سے کیجاوے۔ ا ڈ ۔ [illegible]

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت اس تحریر کے وقت (۱۰ جنوری ۱۹۱۱ء) تک اچھی ہے۔ اگرچہ گزشتہ رات آپ کو پھر تکلیف رہی۔ جنوری کے شروع ہی سے حضرت کی طبیعت بوجہ ضعف و نقاہت ناساز ہی تھی۔ کہ اس کے ساتھ شقیقہ کا درد شروع ہو گیا۔ اور کئی دن رات آپ کو سخت کرب اور بے چینی رہی۔ اس وقت تک اگرچہ افاقہ ہے۔ لیکن ابھی منہ کھولنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یقین اور امید ہے کہ یہ تکلیف بھی جلد تر مبادل بہ آرام ہو جائیگی۔ زخم بالکل درست ہو چکا ہے اور جلد صاف ہو گئی ہے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے آپ کی آنکھ اور دماغ کو پورے طور پر اس صدمہ سے محفوظ رکھا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

آپ کا معمول ہے کہ قرآن مجید کو پورے ذوق اور شوق سے سنتے ہیں اور درس قرآن کریم کے شغل اور غذا کو اسطرح پر حاصل کرتے ہیں۔ ان عام واقعات کے بعد میں پھر ناظرین کو کچھ دلچسپ باتیں سناتا ہوں۔ جو غذائے روح ہیں۔

عہد دوستی کی قدر

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ عہد دوستی کی کوئی قدر نہیں کرتے۔ اور اسے بالکل ایک معمولی بات سمجھتے ہیں۔ وفاداری اور نباہ کے طریق کو وہ جانتے ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ نے اس میں حضرت مغفور کے کلمات طیبات عہد دوستی کے متعلق لکھتے ہوئے فرمایا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارا تو یہ حال ہے اگر کسی ہمارے دوست نے شراب پی ہوئی ہو اور وہ بازار میں پڑا ہوا ہو اور کتے اس کا منہ چاٹ رہے ہوں تو بلا خوف لومتہ لائم اسے اٹھا لائیں۔ اور اس نقرہ پر مقدمات احمدیہ کے دوران میں بڑی بڑی جرحیں ہوئیں مگر اخلاقی معیار سے عہد دوستی کی قدر کی سپرٹ جو اس سے ظاہر ہوتی ہے وہ لانظیر ہے۔ اور یہ بات کسی دنیادار میں کبھی اور کسی حال میں بھی پیدا نہیں ہو سکتی اسلئے کہ وہ دنیا کی عزتوں اور دنیا کی ملامتوں اور تعریفوں کو اپنا معبود سمجھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اسلئے ان سے یہ امید کرنا کہ انکا کوئی کام اخلاص اور وفا کے طریق پر ہے نہایت ہی دشوار اور ناممکن ہے صرف یہی ایک قوم تو ہے جو دنیا کی ملامت۔ اور تعریف سے بہت دور چلی گئی ہوتی ہے۔ اور اس کے مدنظر محض خدا کی رضا ہوتی ہے۔ اسی معیار پر حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کے بہت سے ایسے واقعات ملیں گے۔ جو اس امر کی بین شہادت ہیں کہ کسطرح پر آپ نے عہد دوستی کی قدر کی ہے۔ زندگی کے دوسرے واقعات کو چھوڑ کر آپ کی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔

چودھری ولایت خاں ایک غریب آدمی ہے اسکے چہرہ سے کوئی وجاہت اور اس کے لباس سے کوئی تمول نہیں پایا جاتا۔ اور نفی الواقعہ یہ امر ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے اس وقت سے حلقہ خدام میں ہے۔ جب آپ جموں میں شاہی طبیب کی حیثیت سے رہتے تھے۔ ولایت خاں نے مجھے حضرت کی بعض عجیب عجیب خوبیاں سنائی ہیں۔ وقتاً فوقتاً حضرت سے ملتا رہا۔ اور اب کچھ دنوں سے قادیان میں وارد ہے۔ حضرت نے قادیان ہی میں اسکی ملازمت کے لئے تحریک کی۔ لیکن سردست کوئی موقعہ غالباً نہ تھا اس لئے چودھری ولایت خاں نے ایڈیٹر الحکم کو کہا کہ وہ حضرت سے اس کے لئے جانے کی اجازت حاصل کر دے۔ کیونکہ وہ زیادہ یہاں ٹھیر نہیں سکتا۔ اور سردی سے بچنے کے لئے کافی سامان بھی اس کے پاس نہیں۔ میں نے ۹ - جنوری ۱۹۱۱ء کو حضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ کو اسے رخصت کرنے میں تامل ہوا۔ فرمایا "سردی سے بچاؤ کا انتظام تو انشاء اللہ ہو جاتا ہے جانے کی ضرورت نہیں"

اور اس کے ساتھ مولوی غلام احمد صاحب تھا جرامرتسری کو حکم دیا کہ وہ گرم کپڑے جو حزیم کر رکھے ہوئے ہیں لاؤ۔ چنانچہ فوراً تعمیل کی گئی۔ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ اور درد کی تکلیف بھی تھی۔ مگر آپ ایک جوش کیساتھ اٹھے اور ایک عمدہ اور قیمتی کشمیرہ چودھری ولایت خاں کے سپرد اپنے ہاتھ سے کیا۔ پھر زیادہ دیر تک بیٹھ نہ سکے اور لیٹ گئے۔ یہ ایک واقعہ ہے جو بتاتا ہے کہ حضرت باوجود اسقدر روحانی ترقی اور دینوی وجاہت کے اپنے غریب اور مفلس۔ دوستوں کو نہیں بھولے اور اپنے اخلاق سے دکھا دیا۔ کہ شفقت علیٰ خلق اللہ اور عہد دوستی کی رعایت یہ ہوتی ہے مجھے اس امر کے ذکر کرنے سے یہاں رکنا نہیں چاہیئے۔ کہ کبھی چودھری ولایت خاں بوجہ اپنی غربت اور مسکینی کے دارالامان کے مہمان خانہ میں سردی سے ٹھٹھرتا اور کسی کو توجہ بھی نہ ہوئی۔ لیکن حضرت کے نوٹس میں جس وقت یہ بات آئی۔ آپ نے سب سے پہلے اسکا انتظام اپنے ہاتھ سے کیا۔ یہ فرق ہے آسمانی اور زمینی اخلاق میں۔

حق کی طرفداری

حق کی رعایت اور طرفداری کے لئے آپ کے دل میں ایک عجیب جوش ہے۔ ایک شخص ایک ابتلا میں آگیا اور اس ابتلا سے نکلنے کیلئے سرکاری مدد کی ضرورت تھی۔ میں اس معاملہ میں کسی حد تک اس کی رہنمائی کر سکتا تھا۔ لیکن جو واقعات میرے کان تک پہونچائے گئے اس رنگ میں اس ناقابل امداد یقین کرتا تھا۔ دوسری طرف اس نے حضرت سے میرے نام حکم حاصل کیا۔ کہ "میں اسکی جو مدد کر سکتا ہوں کروں" اس اطلاع پر جو مجھے ملی تھی میں نے حضرت سے بے تکلف جا کر عرض کیا کہ واقعات کا یہ سلسلہ اس کی تائید نہیں کرتا۔ فرمایا "تم حق کی تائید کرو۔ ناحق کسی کا ساتھ مت دو خواہ وہ اپنا کیسا ہی عزیز اور رشتہ دار کیوں نہ ہو۔ حق کو ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے"

جس وقت آپ نے یہ ارشاد فرمایا ایک بڑی جماعت آپکے حضور حاضر تھی۔ بعد میں واقعات کے صحیح علم پر مناسب راہ اختیار کی گئی۔ مگر جس مطلب کیلئے میں نے اس واقعہ کو یہاں درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ تائید حق کے لئے ہمیشہ طیار رہتے ہیں۔ اور جہاں کسی ایسے امر کی اطلاع ملے کہ وہ حق نہیں۔ اسکی تائید آپ ہرگز نہیں کر سکتے۔ عام طور پر اہل دنیا کی حالت ہوتی ہے کہ وہ انصاف اور حق پژوہی کے پہلو کو مدنظر نہیں رکھتے۔ (الاماشاء اللہ) مگر وہ لوگ جو اہل دنیا سے الگ خدا کی دنیا میں رہتے ہیں وہ

انصاف کا ترازو

ہاتھ میں رکھتے ہیں۔ وہ اپنی جان عزیز اور رشتہ داروں اور سب کو ایک ہی پیمانہ سے انصاف کے موقعہ پر ماپتے ہیں۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے آپکا باطن کیسا صاف اور پاک بنایا ہے کہ اپنے حکم کی بظاہر مخالفت پر کوئی رنج نہیں اس لئے کہ اسے حق کے پہلو سے پیش کیا ہے۔ یہی سر ہے کہ یہ لوگ

سدا خوش رہتے ہیں!

سدا خوش رہنے کا نتیجہ

سدا خوش رہنے کا ذکر آگیا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت کے تجربہ کردہ اسباب خوشی کا ایک نسخہ یہاں درج کر دوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے بارہا فرمایا کہ میرے ایک پیر تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے آپ کو ہدایت کی کہ اگر سدا خوش رہنا چاہتے ہو تو

خدا اور رسول نہ بننا

حضرت خلیفۃ المسیح فرماتے ہیں کہ میں حیران سا ہو گیا۔ کہ یہ کیا بات ہوئی۔ آپ کے مرشد نے پھر اس کی تشریح آپ ہی سے کرائی۔

مرشد۔ "کیا تم جانتے ہو کہ خدا کیا ہے؟"

خلیفۃ المسیح۔ "ہاں خدا جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے"

مرشد۔ "بس خدا نہ بننے سے یہ مطلب ہے کہ اگر تمہارا چاہا ہوا کبھی نہ ہو تو اس سے افسوس نہ کرنا اور رنج نہ اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ تو ذات باری ہی کا خاصہ ہے کہ یفعل مایشاء بندے کی شان نہیں ہو سکتی پس جب تم ہر ایسے موقعہ پر یہ یقین کر لوگے کہ تم خدا نہیں جو تمہارا ہر چاہا ہوا ہو۔ تو اس سے جہاں ایک طرف خوش رہوگے اور تمہیں اس موقعہ پر رنج نہیں ہوگا وہاں دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھیگا اور عبودیت کا مقام متحقق ہو جائیگا" پھر رسول نہ بننے کے متعلق فرمایا کہ رسول کی اطاعت فرض ہے پس اگر تمہاری اطاعت نکرے تو تم اپنے دل کو یوں تسلی دے سکتے ہو کہ میں رسول تو ہوں نہیں اس طرح پر تم خوش رہوگے"

یہ ایک اصل تھا۔ جو کسی وقت آپ کو تلقین کیا گیا تھا لیکن اب اس اصل کے دوسرے حصہ کے متعلق اللہ تعالےٰ نے ایک خصوصیت پیدا کر دی ہے۔ کہ

ایک قوم کا آپ کو امام بنا دیا!

اور خلافت کی پاک چادر پہنا دی۔ اور اب اگر کوئی شخص آپ کے حکم کی خلاف ورزی کریگا۔ تو

تو وہ عند اللہ جوابدہ ہے

اور فاسق ہے۔ اس وقت اس اصول نے بھی دوسرا پہلو اختیار کر لیا۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یقین دلا دیا کہ تو مجھ سے کہہ اور دعا کر میں اُسے قبول کرونگا۔"

آپ تو کوئی بات کسی رنگ میں بھی کوفت اور غم کا باعث نہیں ہو سکتی۔

ظہور القلم

یہ اس خطبہ کا عنوان ہے جو عالی جناب حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن مدظلہ العالی فاضل امروہی نے ۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو مسجد اقصےٰ میں پڑھا۔ حضرت فاضل امروہی حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی علالت کی خبر پا کر باوجودیکہ آپ بوجہ پیرانہ سالی بعض عوارض کی شکایت رکھتے ہیں۔ اور باوجودیکہ آپ کے حرم میں بیماری تھی اور اس وجہ سے آپ کا قیام وہاں ضروری تھا۔ باوجودیکہ خود حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے بطور خود اجازت لکھ بھیجی تھی کہ آپ نہ آئیں مگر یہ گرامی نامہ آپ کو ابھی نہیں پہونچا تھا کہ آپ جوش محبت سے بیقرار ہو کر تمام روکوں کی پرواہ نہ کرکے عازم دارالامان ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ نے تمام تکالیف کو دور کر دیا۔ آپ کے حرم میں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں قبل از وقت دکھایا تھا۔ مولود مسعود پیدا ہوا۔ اور دوہری خوشی عطا فرمائی۔ مولود کی ولادت کی۔ اور قبل از وقت العاد باقی کے موافق اسی حلیہ اور رنگ کا بچہ پیدا ہونے سے ایمانی ترقی ہوئی۔ غرض یہ تو انعامات الٰہیہ اس رنگ میں ہوئے۔ علاوہ بریں قرآن کریم کے معارف کا ایک نیا فیضان اللہ تعالےٰ نے آپ پر کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے آپ کو آتے ہی امام جمعہ و عیدین مقرر فرمایا۔ اس مرتبہ جو سلسلہ خطبات کا آپ کے دل میں ڈالا گیا۔ وہ اس قابل ہے کہ ایک کتاب کی صورت میں شایع کر دیا جاوے کیونکہ خدا کی قدرت ہے انہیں باہم ایک خاص ربط اور تعلق پایا جاتا ہے۔ گویا وہ ایک ہی لڑی کے موتی ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے موقعہ دیا اور میں اس سے اس کی دعا کرتا ہوں تو اس کو شایع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ غرض ۶ جنوری ۱۹۱۱ء کو جو سال نو کا پہلا خطبہ تھا۔ اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے امید ہے ناظرین اسکو نہایت دلچسپی اور روحانی مسرت سے پڑھیں گے۔ اس خطبہ میں سورۃ القلم کی ابتدائی آیات کی تفسیر نہایت لطیف بیان فرمائی۔ اور کسطرح پر اسکو حضرت مسیح موعود سلطان القلم کے زمانہ سے مطابق کرکے دکھایا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزول قرآن مجید کا آج ہو رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت فاضل امروہی نے ذریت طیبہ کے متعلق الہامات کی طرف جماعت کو متوجہ کیا اور بڑے زوردار الفاظ اور پرجوش لہجہ میں بتایا کہ ذریت طیبہ کے متعلق جو الہامات ہیں ان کے آثار کو میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی روحانی ترقیوں کیطرف اشارہ فرمایا اور بالآخر فرمایا کہ میں تو یقین رکھتا ہوں کہ یہ دکھی ہے۔ اور پھر کھلے الفاظ میں بتایا کہ اس وقت ہمارا امام اور امیر خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی اللہ تعالےٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ اور انہیں شفا دے اور انکا وجود اسلام اور مسلمانوں کیلئے مؤید ہو۔ اس موقعہ پر دعا کے لئے خاص قوت اور جوش دیا گیا اور بڑے درد دل سے انہوں نے دعا کی وہ دعا آخر میں درج ہے مگر آپ کے بعد احق بالامامت یہی ہے جماعت کو آپ نے بتایا کہ ایسے مت بنو کہ تم بعض آیات اللہ کا انکار کرو۔ اور بعض پر ایمان لاؤ۔ اس پر آواز اٹھی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔

بالآخر حضرت فاضل امروہی نے بتایا کہ میں نے محض خدا کیلئے یہ باتیں بیان کی ہیں۔ کبھی اور کسی حال میں دنیا اور اس کی شوکتیں حق کے مقابلہ میں مجھ پر اپنا جادو نہیں چلا سکیں۔ حضرت مسیح موعود کو قبول کرتے وقت مجھے ہر بال میں جو ابتلا آیا وہ اکثر جانتے ہیں۔ ملازمت۔ بیوی۔ مکان و جائداد۔ زندگی۔ سب پر نثار کر دیا۔ اور حق کو نہ چھوڑا یہ خدا کا فضل تھا۔ فی الواقعہ فاضل امروہی کی۔ قربانی۔ ایک ذبح عظیم کا رنگ رکھتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے بعد آپ کے جانشین اور قدرت ثانیہ کے مظہر اول خلیفہ بلافصل حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی آپ کو جماعت میں عظیم الشان انسان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بہرحال یہ خطبہ نہایت قابل غور ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ میں صرف اس کا خلاصہ دینے کے قابل ہوں۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اول آپ نے سورۃ القلم پڑھ کر ایک تمہید بیان فرمائی۔ کہ اکثر حاضرین کو معلوم ہوگا۔ کہ سابقہ خطبوں میں زمانہ مسیح موعود کو ایک بڑی فتح مبین کا زمانہ ثابت کیا گیا ہے۔ کیونکہ سورہ فتح کی اکثر آیات حضرت موعود کو الہام بھی ہوئی ہیں۔ اور مفسرین بھی اسی طرف ناظر ہیں۔ کہ پیشین گوئی مندرجہ آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره على الدین كله زمانہ مسیح موعود میں پوری ہوگی اور واقعات بھی شہادت دے رہے ہیں کہ یہی زمانہ بعثت مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس کے الہامات میں سے یہ الہام بھی ہے کہ الرحمٰن علم القرآن و الخیر کله فی القرآن اور یہی زمانہ وہ زمانہ ہے جو مصداق ظہور القلم کا ہے۔ اس سورۃ القلم کے بعض مضامین کو حضرت مسیح موعود کے الہامات سے ایک خاص مناسبت ہے۔ بلکہ دیگر مضامین مقدسہ قرآنی پر جب تدبر کیا جاتا ہے۔ تو واقعات حال کو ان مضامین کیساتھ بڑی مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جبکہ مخالفین دین اسلام کے جو اوائل زمانہ بعثت میں واقعہ ہوئے ویسے ہی واقعات کسی نہ کسی رنگ میں اس آخری زمانہ مسیح موعود میں مشاہد ہو رہے ہیں۔ اور جو وعدہ ہائے نصرت و فتح کے مومنین مخلصین کیلئے بعثت حضرت سید المرسلین کے وقت میں صادر ہوئے ویسے ہی فتوحات مسیح موعود کے مومنین مخلصین کو نظر آرہے ہیں۔ پس یہ کیسا نشان صداقت مسیح موعود کا ہے کہ جس میں ایسا تطابق بین کا نظارہ جلوہ گر ہو رہا ہے۔ کیا سچ فرمایا حضرت اقدس نے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

اس تطابق کو دیکھکر ہمارے ایمانوں میں کیسی تازگی اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے ہمارا روآں روآں معمور اور خوشنود ہوتا ہے گویا کہ قرآن شریف کا نزول از سر نو ہو رہا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے ہزاروں الہامات پورے ہوتے دیکھ کر ایک دوسری تازگی اور قوت ایمان میں پیدا ہوتی ہے پھر مخبر صادق کی متعدد پیشین گوئیاں عظیم الشان جو اس زمانہ میں ہم نے پوری ہوتی دیکھ لیں ان سے مزید قوت ایمان کی بڑھ جاتی ہے۔ پھر اس بروز محمدی کے زمانہ کو دیکھکر اصل حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین کی صداقت در صداقت ثابت ہوتی چلی جاتی ہے۔ سچ فرمایا مولوی روم نے ؎

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب
بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

پس یہی تو وہ فتح مبین ہے جو انا فتحنا لك فتحا مبینا میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔ جسکا آغاز آنحضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ سے ہوا اور انتہا اس کا اس زمانہ مسیح موعود میں ہے اور تا قیامت وہ تا ابد رہیگا و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الی یوم القیمة پس نہایت خوشحالی اور مبارکی ہے ہماری جماعت کے لئے جو مخبر صادق کی پیشینگوئیوں کی تصدیق کے درپے ہو رہی ہے اور واوئے ہے مخالفین پر جو کہ تکذیب کے درپے ہیں۔ یاد رکھو کہ قرآن مجید میں ہر جگہ تکذیب کی مذمت ہی آئی ہے۔ سورۃ الرحمٰن میں اغلب کہ اکتیس جگہ فبای آلاء ربكما تكذبان وارد ہوا ہے۔ اور سورۃ المرسلات میں دس دفعہ ویل یومئذ للمکذبین ارشاد فرمایا گیا ہے اور تصدیق کیلئے نہایت تاکید ہدایت فرمائی گئی و قد جاءكم بالبینٰت من ربكم وان یك كاذبا فعلیه كذبه وان یك صادقا یصبكم بعض الذی یعدكم ان الله لا یهدی من هو مسرف كذاب یہ کتنا بڑا نشان صدق ہے کہ مکذبین خواہ ملہم ہوں۔ یا غیر ملہم انہوں نے اس صادق کی تکذیب کرکے اس مدت ۱۸۔ یا ۱۹ سال میں بجز نامرادی اور ناکامی کے کونسا نتیجہ حاصل کیا۔ اور اس صادق کو کیسی کیسی کامیابی حاصل ہوئی۔ صدق اللہ تعالےٰ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوة الدنیا ویوم یقوم الاشهاد۔ دیکھو اس آیت کی تفسیر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اگرچہ بعض مکذبین نے حضرت اقدس کی عمدہ تعلیم کی نقل تو اتار لی ہے۔ مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اتار سکے ؎

حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بخواند بر سلیم او فسون

پس اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ زمانہ فتح مبین کا ہے اب بعض جملوں سورۃ القلم کیطرف نظر کرو۔ کہ آنحضرت صلعم کیلئے فرمایا گیا۔ اقرأ اور مسیح موعود کے لئے الہام ہوا املو۔ کیونکہ آنحضرت صلعم اُمّی تھے۔ لکھ نہ سکتے تھے۔ اور مسیح موعود جو امت محمدی میں سے ہیں۔ وہ لکھ سکتے ہیں۔ بلکہ ظہور القلم ان کے نشانات میں سے آیا ہے۔ خلق الانسان من علق میں اس طرف اشارہ ہے کہ جیسے ہم نے خون بستہ کو انسان بنا دیا۔ اور روح انسانی دالکر اسکو ایسی عقل و تمیز عطا فرمائی۔ کہ تمام کائنات سے اسکو افضل کر دیا۔ اگر ہم انسانوں میں سے کسی انسان کو اپنی وحی اور الہام سے مشرف فرما دیں تو اس کو کیوں بعید سمجھتے ہو۔ پھر دیکھو کہ ہزاروں برس کے پچھلے زمانہ کی باتیں اسی قلم کے ذریعے سے ہم تمکو تعلیم کرتے ہیں۔ کہ علم بالقلم اگر آئندہ زمانہ کے واقعات کی خبر ہم اپنے ملہم کو عطا فرما دیں تو اس میں کیا استبعاد ہے کیونکہ ہم تو انتہائی درجہ کے کریم ہیں۔ پس اس زمانہ میں سب نظارہ تعلیم بالقلم کا بھی موجود ہے۔ اور دوسرا نظارہ علم الانسان

مالہ یعلمہ کا بھی جلوہ گر ہے۔ ہزاروں پیشگوئیاں مخبر صادق صلعم اور مسیح موعود کی ہمنے پوری ہوتی ہوئی دیکھ لیں ہیں۔ مکذبین کی نسبت اشارہ کیا جاتا ہے کہ مکذب اپنی سرکشی اور تکذیب کو چھوڑ دیں۔ اور اس بات کو دیکھیں۔ کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سوا ان عقاید صحیحہ کے جو مندرجہ کتاب و سنت اور اعمال صالحہ کے جو اوامر و نواہی میں ارشاد ہیں۔ اور کونسی چیز کی تعلیم کرتا ہے اور ہدایات قرآنی اور تقوے کے سوا اس کی تعلیم میں کونسے محرمات یا شرک کفر کی تعلیم ہے۔ جس کی تکذیب کی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ تو علیم و خبیر ہے اس کو تو فریقین کے ذرہ ذرہ احوال کی خبر ہے۔ اسلئے مکذب لوگ باز نہ آئے تو انکو بھی عذاب الٰہی آنیوالا ہے۔ یہاں پر میں دو مکذبوں کا ذکر کرتا ہوں۔ (اول) ابو جہل جو اپنی شرارتوں اور سرکشیوں کے سبب جنگ بدر میں ہلاک ہوا۔ اور آں حضرت صلعم کو طرح طرح کی ایذائیں اور تکلیفیں پہونچاتا تھا۔ اور اپنی سبھا اور سماج اور جماعت مشرکین قریش پر بڑا فخر اور ناز تھا۔ اور اسکا سر جنگ بدر میں بموجب وعدہ الٰہی کے گھسیٹا گیا۔ اور خوفناک فرشتوں کے حوالہ کیا گیا۔ جسکی نسبت ارشاد ہے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ۔ کاذبۃ خاطئۃ۔ وہ اپنی پیشانی کے بالوں کو خوب درست کیا کرتا تھا۔ مگر اللہ کے نزدیک وہ پیشانی جھوٹی تھی۔ یعنی طرح طرح کے جھوٹ آنحضرت صلعم پر باندھتا تھا۔ اور ہزاروں کو اور شرک اور معاصی میں خطاکار اور گرفتار رکھے۔ پھر فرمایا جاتا ہے فلیدع نادیہ۔ سندع الزبانیۃ یعنی بالآخر وہ سماج اور جماعت قریش کی اس کے کچھ کام نہ آئی۔ کیونکہ خوفناک اور ہیبت ناک فرشتوں نے اسکو دوزخ میں دھکیل دیا۔ ابوجہل کی نسبت نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ فرعونی اشد من فرعون موسیٰ کیونکہ اس نے بوقت جدا ہونے اپنے سر کے کلمات گستاخانہ کہے لیکن فرعون نے بوقت غرق ہونیکے قال امنت انہ لا الٰہ الا الذی امنت بہ بنوا اسرائیل

یہ تو حال ہے ابوجہل فرعون کا اب سنو! مسیح موعود کے فرعون کو اس کی نسبت حضرت جری اللہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا۔ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا۔ اور اس نے مجھے کہا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ اور ایک قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں سہ

الا اے دشمن نادان و بے راہ۔
بترس از تیغ - بران محمدؐ

پھر اسکی نسبت الہام ہے۔ کہ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب اشتہار دیتے ہیں۔ کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اگر تمہارا اندازہ سچا ہے تو اپنے پرمیشر سے پرارتھنا اور دعا کرو۔ کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جاوے۔ اب یہ پیشگوئیں اور استجابت دعا جو تمام دنیا میں مشہور ہو چکی ہیں۔ وہ پورے طور پر واقع ہو گئیں۔ باوجودیکہ یہ فرعون بھی اپنی سبھا اور سماج پر بڑا فخر اور ناز کرتا تھا۔ لیکن کون نہیں جانتا کہ اس پر وہ عذاب موعود کس عظمت اور شان سے واقع ہوا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی۔ اور نجم الہدیٰ وغیرہ کو لفظ نادیہ ندا سے مشتق ہے جسکے معنے بخشش اور عطیہ کے ہیں۔ یا ندوہ سے مشتق ہے جسکے معنے مجمع کے ہیں۔ یہاں دونوں معنے صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ سبھا اور سماج آریوں کی اس کو عطیہ یعنی بخشش بھی کرتی تھی۔ اور نیز اجتماع کرکے کمیٹیں بھی کرتا رہتا تھا۔ اور اس سے مراد ندوہ۔ جہاں کہ قریش مشرکین جمع ہوکر آں حضرت صلعم کی ایذا اور تکلیف دہی میں مشورہ کرتے تھے۔

پس جبکہ صدہا یہ الہام اس زور و شور سے پورے ہوئے۔ کہ جو الہام ذریت طیبہ کے ہیں۔ کیا وہ پورے نہونگے کلا و حاشا ضرور پورے ہونگے۔ ایہا الاحباب! ان الہامات پر بھی کامل طور پر ایمان ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ نؤمن ببعض و نکفر ببعض کی وعید میں کوئی آجاوے۔ نعوذ باللہ خصوصًا ایسی حالت میں کہ آثار ان الہامات کے پورے ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ امام ہیں۔ اور انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے۔ جیسے کہ الہام میں تھی۔ اور میں نے تو ارہاص کے طور پر یہ سب آثار مشاہدہ کئے ہیں۔ اسلئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جنکا نام محمود احمد ہے اشتہار میں موجود ہے۔

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا۔ اللہم رب الناس اذہب الباس مولانا نورالدین و اشفہ انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔ آمین۔ یارب العالمین۔ اللہم انی اسئلک العفو والعافیۃ لی و لامیر المومنین و اید الاسلام بجمائہ والمسلمین۔ (آمین)

نشانات میرزا

میں نے ایکبار مندرجہ بالا نام کے رسالہ کا اعلان کیا تھا جو مولوی ثناء اللہ امرتسری کے رسالہ الہامات مرزا کا جواب ہوتا۔ مگر میرے اعلان کے ساتھ ہی بعض دوسرے دوستوں نے اعلان کر دیا۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ میری خاموشی ان کے لئے باعث سکوت ہو گئی۔ اس پر میرے متعدد دوستوں نے مجھے نادم کیا اور کثرت سے ایسے خطوط آئے۔ کہ میں ہی اسکا جواب لکھوں۔ ان خطوط میں سے ایک نے تو میری کمر توڑ دی۔ جو کسی محمد علی بلند شہری نے لکھا۔ کہ اگر تم جواب نہ لکھوگے اور توجہ نہ کی اور میں قبل اطمینان ہونے مرگیا۔ تو جوابدہی میری جانب سے آپ کرلینا۔ میں حق تک پہونچنا چاہتا ہوں۔ لیکن آپ باوجودیکہ پہونچانے کے اسباب رکھتے ہیں۔ مگر نہیں پہونچاتے۔ "لاجرم" اس قسم کے خطوط کو پڑھکر میں ڈرا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور بھی ایسے خطوط پہونچے۔ جن میں اشارہ کیا گیا تھا کہ ایڈیٹر الحکم کو جواب لکھواو۔ اگرچہ میں اپنی کم بضاعتی کا بدل معترف ہوں۔ مگر احباب کے حسن ظن نے مجھے شرمندہ کیا۔ کہ اگر اس رسالہ کا جواب نہ لکھا گیا تو افسوس ہوگا۔ اسی اثنا میں ڈاکٹر عبدالحکیم نے میری اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ کی موت کی پیشگوئی کر دی۔ اور احباب نے دوسری طرف اس کے جواب کے لئے مجبور کیا۔ میں نے پھر بھی عذر کیا۔ بالآخر میں نے ان سے وعدہ کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ مرتد ڈاکٹر کو نامراد اور خائب و خاسر رکھے گا۔ پر میں خدا تعالیٰ سے توفیق چاہونگا۔ کہ اس کتاب کا جواب اس کے اس فضل کے شکریہ کے طور پر لکھدوں۔ اسی وقت ایک مخلص اور پرجوش احمدی مولوی عمرالدین صاحب شملوی نے وعدہ کیا کہ میں پچاس روپیہ اس کام کے لئے دونگا۔ غرض اس قسم کی تمام تحریکوں نے جمع ہوکر مجھے موقعہ دیا کہ میں کام کو شروع کروں۔ اور خدا کے فضل سے توفیق چاہوں۔ جس پر میں نے ۱۲ جنوری ۱۹۱۱ء کی شب کو اس کے لئے خصوصیت سے دعا کی۔ اور میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک زرد رنگ کا سانپ ہے۔ جس پر میں نے حملہ کیا ہے اور وہ بدحواس ہوکر بھاگتا پھرتا ہے اور میں حضرت کا یہ شعر پڑھتا ہوں سہ

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے - قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

غرض دعاؤں کے ساتھ میں اس کام کو شروع کرتا ہوں۔ احباب میرے لئے دعا کریں۔ اور خصوصیت سے دعا کریں کہ یہ خدمت میرے ہاتھ سے ہو جاوے۔ کیونکہ سب توفیقیں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ میں اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو اس کے جواب کیطرف میری توجہ دلا رہے ہیں۔ اسکی اشاعت کیلئے میری معاون ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرے گا۔ میں نے یہ کام خدا کے فضل سے شروع کر دیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا ہے۔

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا۔ (ایڈیٹر)

ایک نیک نمونہ

دھیر کے کی احمدیہ زمیندار جماعت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ شادیوں پر اخراجات کرنے کے عوض کچھ روپیہ دینی کاموں میں خرچ کرنے کیواسطے بھیجا کریں گے۔ چنانچہ ان کا خط درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

آج مورخہ ۳ جنوری ۱۹۱۱ء کو سب صاحبان جماعت احمدیہ نے متفق ہوکر کمیٹی کی ہے۔ بموجب وعدہ اللہ تعالیٰ جلشانہ کے فرمان اور رسول کریم کی سنت کے مطابق شادی میں کام کیا جاوے گا۔ اور برضامندی جماعت احمدیہ دارالامان فنڈ قادیان۔ عقیقہ ـ عـہ ـ وختنہ عـہ دس روپیہ ـ وشادی نکاح فرزند صعـہ پندرہ روپیہ شروع سے پہلے روانہ کئے جاویں گے۔ جس صاحب کے گھر شادی ہوگی۔ علاوہ اس کے سب صاحبان کا اختیار وصول کرکے روانہ کرنا ہے۔ برائے مہربانی منظور فرماکر اخبار بدر میں شایع ہونیکا حکم دیں۔

کمیٹی چک نمبر ۱۰ دھیر کے جنوبی شاخ تحصیل سرگودھا۔

العبد حیات محمد احمدی — العبد فضل دین احمدی۔
العبد خان محمد احمدی — العبد نواب خان نمبردار احمدی معرفت حیات محمد احمدی
العبد اللہ دتا احمدی — العبد حسن محمد احمدی
العبد حسن محمد احمدی — العبد میاں سراج الدین احمدی
العبد رحمت خان احمدی۔

سومنگلا یہ ایک بہت ہی نادل ہے جو ہمارے محترم بھائی شیخ محمد یوسف ایڈیٹر نور نے لکھا ہے جس میں آریوں کے عقیدہ و تاریخ کی نوعیت کو ایسے سادہ اور سلیس الفاظ میں بیان کیا ہے کہ معمولی اردو خواں بھی اس سے واقفیت پیدا کرسکتا ہے۔ مذہبی لٹریچر کو موجودہ مذاق کے رنگ اس ناول میں پیدا کیا ہے کیونکہ ملک کا مذاق کچھ ایسا ہی واقعہ ہوگیا ہے۔ اسی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آریہ دھرم لکھنی پڑی۔ اور ایڈیٹر الحکم کو بھی سلک مرو لکھنے کی اسی نے ضرورت پیش آئی۔ اسی مقصد کو مد نظر رکھکر ماسٹر صاحب نے یہ ناول لکھا ہے میری سمجھ میں اسطرح دوسرے مذاہب کے عقائد باطلہ کی تردید آسانی کو ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب ۷۶ صفحوں پر شائع ہوئی ہے ؎

اسلام و حرّیت

خلاص حافظ ازیں زلف تابناک مباد۔
کہ بستگان کمند تو رستگار انند

اس وقت عام خیال یہ ہے کہ مذہب قید ہے اور پابندی مذہب بالعموم مانع ترقی۔ افسوس تو یہ ہے کہ بعض تعلیم یافتہ مغربی روشنی کے دلدادہ مسلمان بھی اسی خیال غلط میں پڑے ہیں۔ اسی بنا پر آزادی یورپ کی جا بجا مدح سرائی ہے اور قید مذہب کی ناکاری حاصل کرنیکا وعظ ہوتا ہے۔ ہمارا مطلب بیان آزادی کے مختلف پہلوؤں کو بالاجمال دکھلانیکا ہے اور بعد کو سلف صالحین کے لائف و کیرکٹر سے اسکا ثبوت دینا ہے کہ اسلام نے کسقدر آزادی خیال۔ عمل۔ قول میں عطا کی۔ اور کسطرح اسلام نے زندہ مثالیں ان اصول پر کاربند ہونیکی وجہ سے پیدا کرکے دنیا کو دکھلا دیں اور اپنی صداقت کا عملی ثبوت دیا۔

آزادی کا تعلق خصوصاً (۱) آزادی خیال (تھاٹ) آزادی قول (اسپیچ) آزادی عمل (ایکشن) اور یہی مہتم بالشان مسائل آجکل بہت زوروں سے معرض بحث میں ہیں۔

آزادی کی بنا مسئلہ مساوات حقوق بنی آدم پر ہے یعنی فرد انسان بلا لحاظ رنگ و قوم و ملک حقوق میں مساوی ہے اور فطرتاً اسکو قوائے عملی و عقلی (فیکلٹی) دی گئی ہیں۔ ان کے تصرف کرنے ترقی دینے اور استفادہ حاصل کرنیکا یکساں حق رکھتا ہے یہی حقوق خلقی یا پیدائشی (بارن رائٹ) کے نام سے موسوم ہیں۔ اور آزادی کے مدعیان کو سب سے اول یہ حقوق تسلیم کرنا پڑتے ہیں۔

مگر چونکہ انسان مدنی الطبع (سوشل) ہے لہذا عملی برتاوات زندگی میں ہر شخص کے ذاتی حقوق آزادی کامن گڈ یعنے نفع عام خلائق کے تابع ہیں۔ اسکی تشریح یہ ہے کہ اگر کسی فرد کی ذاتی آزادی کامن گڈ کے خلاف و مضرت رساں ثابت ہوتی ہے۔ تو وہ شخص اس آزادی سے مستفید ہونیکا بحیثیت مدنی الطبع حیوان (انسان) کے مجاز نہیں ہو سکتا بموجب قانون فطرت کے کیونکہ سوشل ہونا اس کا امتیازی جوہر ہے اسی اصول پر سرخیل فلاسفران یعنی ارسطالیس نے عمل نیک (گڈ کانڈکٹ) کا کامن گڈ تسلیم کیا ہے۔ اور اس حد تک ہر شخص کی آزادی کو مقید کیا ہے۔ اور خود غرضی کیمذمت ہے۔ کیونکہ خود غرضی انہیں اصول کی خلاف ورزی کا نام ہے کہ فطرتاً ہر انسان اپنی ذاتی حیات قایم رکھنے ذاتی خواہشات پورا کرنے۔ قویٰ کا تصرف کرنے و کسب منافع ذاتی پر مجبول ہے۔

سوسائٹی و فرد انسان کے باہمی تعلق کا مسئلہ نہایت مابہ النزاع و بحث طلب ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ کامن گڈ سے کیا مطلب ہے اور اس کی شناخت کیا ہے۔ ہر شخص کو اس سے دلچسپی ہے۔ کیونکہ ہر شخص کی آزادی اسی اصول کے تابع ہے۔ اس جگہ ایک امر یہ ظاہر کردینا قرین مصلحت ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آزادی و پابندی کسی اصول کی باہم متضاد امر ہیں اور اگر یہ اصول ٹھیک ہے تو آزادی کسی اصول یا قانون کی پابند نہیں ہو سکتی ہے۔

مگر یہ خیال یکقلم غلط و غلط فہمی پر مبنی ہے آزادی و مطلق العنانی میں فرق ہے اور انسان کی آزادی (جو کہ حقیقی اور جائز آزادی کی مراد ہے) ایک اصول کے تابع ہے اور جب جادہ اعتدال سے بڑھ جاتی ہے تو وہ مطلق العنانی کے نام سے موسوم اور ہلاکت کا باعث ہوتی ہے۔

کسی قانون فطرت کے تابع ہونا رخنہ انداز آزادی نہیں اور جو لوگ کسی معقول جائز قانون (شرعی یا عرفی) کو قید و مانع آزادی سمجھتے ہیں۔ وہ صراط مستقیم سے منحرف ہیں۔ کیونکہ یہ قانون کسی غیر شخص کا جابرانہ طور پر ذاتی غرض کے حصول کے واسطے نافذ کیا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ خود حضرت انسان کی ہیات نفسانیہ کا جوہر اور انکی نفع و صلاح کا رہ پر مبنی ہے غور و فکر سے غایت اس اصول کی سمجھ میں آسکتی ہے (چنانچہ اسی وجہ سے کلام باری میں ارشاد ہے کہ فکر کرو خلق السمٰوٰت والارض و جبال و بحر میں) اور امر خاص یہ ہے کہ اسلام کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے ملاحظہ ہو۔ کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام الخ۔ ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ و تحقیق الملۃ علیٰ ان الاسلام لیس بدون الفطرۃ۔ مصنفہ مولوی شیخ غلام مصطفیٰ رئیس مو انٹرو خیالات ممتاز مصنفہ ممتاز علی سہسوانی فطرۃ الاسلام مصنفہ نواب علی حسین خان)

اور ہر نوع کی آزادی کا ایک دایرہ معین ہے جسکے اندر اسکو آزادی حاصل ہے جسکے باہر وہ نہیں تجاوز کرسکتی مگر اسی دائرہ کے اندر کی آزادی کی حد اسقدر ہے کہ جس کی تکمیل کرنا مدت العمر میں محال ہے۔ چنانچہ اُسی غایت ماانتہیٰ کا تکمیل کرنا اہم و اعلیٰ ترین کوشش مانا گیا ہے۔ ارشاد ہے یا بنی آدم ان لکم معالم فانتھوا الی معالکم وان لکم نہایۃ فانتھوا الیٰ نہایتکم اور یہی تکمیل اس غایت کی (ایڈیل پرفکشن ہے)۔

شاہ ولی اللہ صاحب رح نے لکھا ہے کہ اعلےٰ ترین ترقی تکمیل ہیات نفسانیہ (روح) ہے اور انسانیت سے یہی عبارت ہے حجۃ اللہ البالغہ والقول الجمیل) اور یہ غایت خواہشات بہیمی کو خواہشات ملکیہ (ہائر رزائرز) کے تابع کرنے حاصل ہو سکتی ہے۔ یعنے غایت مقصود بالذات کی تحصیل کمال میں جن خواہشات کا پورا کرنا مانع و مضر ہو انسے بچنا چاہیئے۔ اور یہی دوسرے الفاظ میں شرعاً و عرفاً گناہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور جو غایت مقصود بالذات کے حصول میں معین ہو وہ عمل نیک و خیر ہیں۔

ملاحظہ ہو تعریف بر و اثم حسب تحریر شاہ صاحب البر کل عمل یفعلہ الانسان فضیۃ لا یعتاد کالملاء الاعلیٰ واضحلالہ فی تلقی الالہام من اللہ و صبر ورتہ فانیاً فی مراد الحق وکل عمل یجازی علیہ خیراً فی الدنیا و الآخرۃ وکل عمل یصلح الارتفاقات التی بنی علیہا نظاماً لانسان وکل عمل یفید حالۃ الانقیاد ویزیل غم الحجب الاثم کل عمل یفعلہ الانسان قضیۃ لانقیادہ للشیطن و ھیبۃ فانیاً فی مرادہ وکل عمل یجزی علیہ شراً فی الدنیا والآخرۃ وکل عمل یفسد الارتفاقات و کل عمل یفید قضیۃ متضادۃ للانقیاد ویولد الحجب ؎

اس جگہ سے ایک امر نہایت ضروری یہ ثابت ہوتا ہے کہ مطلقاً ہر خواہش کا فنا کرنا اور اپنے روزانہ زندگی کے خواہشوں کو چھوڑ دینا بیکار اصول زندگی کے خلاف ہے اسی وجہ سے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام۔ اور یہی اسلامی اخلاق کا معیار ہے اسلام کا اصول وہ جو شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے وان السعادۃ الحقیقیۃ ھی انقیاد البہیمیۃ للنفس الناطقۃ واتباع الھویٰ للعقل و کون النفس الناطقۃ قاھراً علی البہیمیۃ و العقل غالباً علی الھویٰ وسائر الخصوصیات ملغاۃ۔

(حجۃ اللہ البالغہ باب مبحث السعادۃ)

یورپ کے مشہور و صحیح الخیال فلاسفر کینٹ ( ) کا بھی یہی عقیدہ ہے اور ہمارے اسلام کے مایۂ ناز امام حجۃ الاسلام غزالی نے احیاء العلوم میں اس مسئلہ کو پانچویں صدی ہجری ہی میں بہت زور شور سے لکھا۔ کہ نعمت حقیقی حصول غایت مقصود بالذات ہے اور دیگر اشیاء مثل مال۔ دولت و جاہ و حشم حکومت) اولاد وغیرہ وغیرہ بوجہ غایت مقصود بالذات کے جانب وسیلہ ہونیکے نعمت ہیں اور اسمیں تفاوت مدارج بھی وہی نسبت قرب کے اعتبار سے ہر وسیلہ سے مراد یہ ہے کہ وہ تکمیل ہیات نفسانیہ میں مارج نہیں ہیں۔ بلکہ جس حد تک معین ہیں

عاشقان ہردم رضائے دوست میدارند دوست ؎

وعدہ دیدار چوں آمد بجنت لاجرم
عاشقان جنت برائے دوست میدارند دوست

عاشقان جمال شاہد حقیقی کا تو یہ قول ہے ان کان الجنۃ بلا وق جمالہ و وصالہ فواویلاہ وان کان الجحیم مع وصالہ و جمالہ فواشوقاہ ؎

از سر کویش اگر سوئے بہشتم می برند ۔ پائے ننہم کاندریں جا وعدہ دیدار نیست

نعمتہائے اخروی کو بھی انہوں نے اسی قانون کے تابع کردیا ہے۔ یعنی مسلمان کا مقصد اصلی حصول جنت نہیں ہے اور نہ وہ اسکا طامع حضرت رابعہ بصری کی حکایت مشہور ہے بلکہ اصل مقصد حصول تکمیل ہیات نفسانیہ جسکو مذہبی اصطلاح میں معرفت و رضائے حق کہا ہے۔ کیونکہ باری تعالےٰ کا منشاء تخلیق انسان سے یہی ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (قرآن مجید) اور عبادت کی تفسیر معرفت سے کی گئی ہے۔ عبادت ایک نہایت وسیع جملہ ہے اور حقیقتاً اس میں ہر امر جو تحصیل و تکمیل رضائے حق کیلئے کیا جائے داخل ہے اور اسی وجہ سے اہل معرفت و مردان خدا کے ادنیٰ کام کھانا پینا وغیرہ بھی داخل عبادت ہیں۔ کیونکہ وہ ذاتی خواہشات پورا کرنیکی نیت سے کوئی کام نہیں کرتے بلکہ مقصد اصلی کیواسطے (احیاء العلوم باب شکر)۔ مذہب ایک صراط مستقیم ہے۔ جو ان جملہ اصول کو ملحوظ رکھکر انسان کی رہنمائی کے واسطے ہدایت کرتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت